ما شاء الله لا قوة الا بالله

الحمد لله که این رساله نافعه و عجاله دافعه الوا... ابهی ای



حسب فرمایش مجمع علم و دانش جناب مولوی نور العینین و مولوی کبیر احمد الحنفی القادری

در مطبع صبح صادق واقع لکهنو مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خدای تعالی کو جسنے اپنی رحمت عامہ سے ہدایت کے لیے قرآن شریف نازل فرمایا اور درود محمد مصطفیٰ پر جنکی ذاتی حسن توجہ و کوشش نے دین کا طریقہ ہمکو سکھایا اور انکی آل و اصحاب پر جنکی محنتون نے کفر و نفاق کو مثل حرف غلط کے صفحہ ہستی سے مٹایا اور رحمت مجتہدین کاملین و ائمہ دین پر جنہون نے اپنے اجتہاد کے زور سے استخراج مسائل کرکے مقلدین کو محنت اجتہاد سے بچایا اسکے بعد عرض کرتا ہی امیدوار رحمت رب صمد محمد مشہور بہ **جمیل احمد** سکندرپوری فاروقی حنفی نقشبندی مجددی کہ تقریبا تین سال کے عرصے سے بعض حضرات جناب مولانا حافظ ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ کی بدگوئی مین پڑے ہین ہزار طرح سے سمجھائیے مگر وہ مرغی کی ایک ٹانگ پر اڑے ہین قسم قسم کی جھگڑے نکالتے ہین اپنا نام چھپاکے فرضی نام پیش کرکے طویلے کی بلا بندر کے سر ڈالتے ہین یہان تک دھوم مچائی گئی کہ اشتہارون مین مولانائے مرحوم کی تکفیر چھپوائی گئی ہے

آپ سے تم تم سے تو ہونے لگی ۔ چاہیے حفظ مراتب بالضرور
رنج کی جب گفتگو ہونے لگی ۔ لطف کیا جب دوبدو ہونے لگی

جناب مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری نے رفع نزاع کے لیے کئی بار سمجھایا مگر مخالفین کے دل کدورت سے ایسے بھرے ہین کہ رفع الزام کی تقریر سنکے انھون نے کان تک نہ پٹ پٹایا ہے

بجنگ چو صنم خویش گفتہ ام صد بار ۔ کہ پاک ہو دل سیمون تہی ز کینہ من
رسیدہ سنگ جفایت بر آبگینہ من ۔ بہ عشوہ گفت ترا گرچہ سینہ صاف آمد
رسان بسینہ من سینہ را برسم صفا ۔ گمان مبر کہ رسد در صفا بسینہ من

پتھر پسیجتا ہی مگر انکے سنگین دلون پر اثر نہوا کوئی شخص صلح و آشتی کی حکایت سے خبر نہوا ہے

دل درین وحشت گہ بیگانگان | یک حریف آشنا حاصل نکرد | در وفا کوشید عمرے لیک ازان
غیر حرمان وجفا حاصل نکرد

بلکہ اس پر یہ مستزاد ہوا کہ ایک بھلے آدمی نے تیور بدل کے رسالہ
تنبیہ الجہلہ علی من بعد من الکملہ فرضی نام سے شائع کیا سچ تو یہ ہی کہ اپنے وقت عزیز کو اسکی تصنیف مین ضائع کیا ف

این ہمہ باد کہ از عجب تب ادرگ ولی | میرود ور عجبم گرچہ بمنی آما سی | جمع کردی بخسی چند بجاروب فریب
بخدا بہتر ازین کار بود کنّاسی

اس رسالے مین پہلے ہی یون زہر اگلا ہی کہ زمانہ سابق مین بہت سے اہل ہوا کے
فرق بدعیہ سے فروعات مین حنفی مذہب ہونے کے مدعی تھے اور عقائد مین معتزلہ کا مام کے پیرو جیسا صاحب
فتاوی قنیہ وزمخشری صاحب تفسیر کشاف وغیرہ معتزلہ تھے اسلیے حنفیہ سنت جماعت انکا معتزلہ سے ہونا
اپنی کتابون مین ظاہر کرتے ہیں اور انکے اقوال مخالفہ کو قبول نہین فرماتے مگر اسیطرح یہ زمانہ جو فی الحال
چل رہا ہی اسمین بھی بہت لوگ حنفی ہونے کے مدعی ہین لیکن انکے عقائد وفروعات بہت سے مخالف ہمارے
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ودیگر اہل سنت جماعت کے ہین یہ لوگ اپنے رسائل اور کتابون مین امام صاحب کی
بہت سی تعریف اور مناقب لکھتے ہین تا عوام یہ سمجھین کہ اگر یہ لوگ حنفی مذہب نہ ہوتے تو امام صاحب کے مناقب
کیون لکھتے حالانکہ یہ سراسر انکا دھوکا وفریب ہی اسلیے ہم تھوڑا سا حال ایسے لوگون کا کہ جنکی اتباع فی الحال
موجود ہین لکھتے ہین اور انکے بعض بعض عقائد فاسدہ اور فروعات کاسدہ کا اظہار کرتے ہین پس منجملہ
ایسے لوگون کے ایک مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی ہین یہ بزرگ بہت سے عقائد اور مسائل مین مخالف اہل سنت
والجماعت ہین انتہی اس شخص کی عقل پر پتھر پڑے اسکو نہ عبارت لکھنے کا سلیقہ نہ اپنی خاص عبارت کے مطلب
سمجھنے کی لیاقت نہ زمانۂ ماضی وحال مین اسکو کچھ امتیاز اسپر بات بات پر روٹھ بیٹھنا ضد اصرار ابتدا سے انتہا تک
دیکھیے تو تحریر سے لڑکپن آشکار ہے ف

روز کم عمری خود فہم نسازد سخنے | ہر فرم آزردہ شود بی سببے ہیچومنی

اگر زمانۂ حال مین ایسے لوگ موجود ہین جو مدائح مین امام اعظم کے رسائل لکھتے ہین مگر انکے عقائد ومسائل فروعی
امام رح کے مخالف ہین تو ایسے لوگون کا نام بتانا چاہیے انکی تصانیف کا حوالہ دینا چاہیے جناب مولوی
عبدالحی صاحب مرحوم تو ایسے لوگون سے نہین ہین وہ سنہ ۱۳۰۴ ہجری مین قضا کر گئے ف

آسمان زخم زبان وان زخم ناوک آمدہ اند | براستی چو خدنگ از کمان بر آمدہ اند

اگر وہ زمانہ حال کے لوگون مین ہین تو بتاؤ کہان ہین اور تم اُنسے کب ملے
جب یہ بات ظاہر کی گئی کہ انکی اتباع فی الحال موجود ہین تو اس سے یہ خیال کیا جائیگا کہ وہ قضا کر گئے پھر یہ
کیون لکھا گیا کہ منجملہ ایسے لوگون کے ایک مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی ہین یہ بزرگ بہت سے عقائد اور

مسائل مین مخالف اہل سنت والجماعت ہین اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ وہ زمانہ حال مین موجود ہین مگر یہ سمجھا جاے کہ یہ جملہ زمانہ ماضی پر دال ہو تو صاحب فتاوی قنیہ و کشاف کی نسبت یہ کیون لکھا گیا کہ یہ مدعی مذہب حنفی کے تھے یا معتزلہ تھے جب زمانہ ماضی و حال ایک ہی زمانہ ہو اور انکی تعبیر کے لیے ایک ہی لفظ موضوع ہو تو انکی نسبت یہ کہنا تھا کہ مدعی مذہب ہین یا معتزلہ ہین جب زمانہ ماضی کے لیے تھے کا لفظ استعمال کیا گیا تو مولوی عبد الحی صاحب کے نسبت ایسا لفظ استعمال کرنا تھا جس سے یہ ثابت ہوتا کہ وہ زمانہ حال مین موجود ہین خصوصًا جب اس بات کا دعوی کیا گیا کہ انکی اتباع موجود ہین تو اس امر کی تسلیم ہو گئی کہ انکا انتقال ہو گیا پھر اس تسلیم کے بعد صیغہ حال کا استعمال قابل تماشا ہو

کھیلن سے اس طفل کے مرتا ہون مین	قتل کرتا ہو گلے تلوار سے

جب مولوی عبد الحی صاحب پر افترا باندھنے کا بیڑا اٹھایا گیا ہو اسکے لیے اتنی لیاقت ضرور درکار تھی کہ آدمی چار سطر بامحاورہ لکھ سکے معمول ہو کہ مصنفین طبیعت پر زور ڈالکر خطبہ کی عبارت بامحاورہ لکھتے ہین یہان تو بسم اللہ ہی غلط ہو تا نت بجے راگ بوجھا گیا خیر اس امر کو ہم ثابت کر دینگے کہ جسقدر مخالفت عقائد و مسائل کی ظاہر کی گئی ہو محض افترا ہو

دامنت روز جزا در کف ما خواہد بود	غور کن غور کہ من با تو حسابی دارم

اس مقام پر مین اس بات کو بیان کرتا ہون کہ علما کو تعظیم سے یاد کرنا چاہیے حق تعالی جل شانہ فرماتا ہو ومن یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب علما شعائر اللہ سے ہین شعائر اللہ سے مراد اعلام دین ہین یہ اعظم حرمات اللہ تعالی سے ہین حق تعالی جل شانہ فرماتا ہو ومن یعظم حرمات الله فهو خیر له عند ربه شعائر اللہ و حرمات اللہ کی تعظیم کرنی چاہیے اور انکو اذیت دینی نچاہیے اور نہ انکی منقصت کرنی چاہیے حق تعالی جل شانہ فرماتا ہو والذین یوذون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا و اثما مبینا جب مومنین و مومنات پر افترا و بہتان گناہ کبیرہ ہو تو ایک عالم باعمل پر افترا داخل حسنات کیونکر ہو گا بلکہ ایسا شخص بظاہر عبارت حدیث سے دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائیگا ترمذی مین ہو عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس منا من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا ومن لم یعرف لعالمنا حقه کیا عامی پر عالم کا حق یہی ہو کہ انکا سب و شتم کیا جائے عوام کے سامنے بے ادبی سے انکا نام لیا جائے انکی نسبت بے ادبی نہایت دور ہی علما کا حفظ مراتب ضرور ہو

لاجرم شیوہ مردان سخندان ادب ست	پیش ارباب خرد مایۂ ایمان ادب ست	آدمی را اگر از ادب ست انسان نیست
تا حق علما پہ افترا کرنے سے مفتری	فرق در جنس نبی آدم و حیوان ادب ست	

تعظیم علما و اولیا ضروری ہے

خسر الدنیا والآخرة ہو جاتا ہی ابن عساکر کہتے ہین ان لحوم العلماء مسمومة وعادة الله فی ہتک استار منتقصیهم معلومة وان من اطلق لسانه فی العلماء ابتلاه الله قبل موته بموت القلب علماء پر افترا کرنا بچون کا کھیل نہین ہی انکے گوشت نہایت زہردار ہوتے ہین جو لوگ انکی منقصت کے پیچھے پڑتے ہین اللہ تعالی انسے انتقام لیتا ہی اور جو لوگ انکی نسبت زبان درازیان کرتے ہین مرنے کے قبل انکا قلب مرجاتا ہی مولانا سے مرحوم کی نسبت جسقدر زبان درازیان کی گئی ہین اگرچہ مقلدین حنفیہ کے دل پر سخت شاق ہین مگر وہ یہی کہتے ہین ع

دشنام دہد اگر خسیسے	بیچارہ خموش بہ شنیدن
گر پائے کسے سگے گزیدہ	با سگ نتوان عوض گزیدن

غزالی ایسے امام جنکی جلالت کا ڈنکا عالم مین بج رہا ہی انکے ساتھ حاسدین جس طرح پیش آئے اسکے تصور سے دل بھر آتا ہی اور جو کچھ مصائب اور ناشدنی امور ان پر گذرے انکے تصور سے کلیجہ تھرتھراتا ہی احیاء العلوم امام غزالی کی ایسی کتاب ہی جسکی نظیر کوئی بتلائے تو زیادہ نہین دو چار ہی جز کوئی شخص دکھائی تو اس نامی کتاب کی نسبت بھی کسقدر غل غپاڑا مچا مگر حاسد اپنے بداعمالیون کی سزا سے نہ بچا پہ بچا شیخ ابو الحسن ابن حرزہم نے اپنی جبلت کی مقتضا سے کتاب احیا کو مخالف سنت ٹھیرایا اور اپنی اس تقریر سے بادشاہ کے مزاج کو بھڑکایا بادشاہ نے انکے کہنے پر دیار مغرب مین منادی کی جسکے پاس احیاء العلوم ہو اگر وہ بادشاہ کی خدمت مین نہ لائیگا سخت سزا پائیگا بندگی بیچارگی تمام نسخے بادشاہ کی خدمت مین پیش کیے گئے دیار مغرب کے کتب خانے احیا سے خالی ہو گئے پنجشنبے کو مجلس منعقد ہوئی فقہاء وقت نے احیاء کو ملاحظہ کیا اور باتفاق آرا جلانیکا حکم دیا صلاح یہ ٹھیری کہ جمعے کو نسخے جلائے جائین ورہماکر مین جلائے جائین شب جمعہ کو ابو الحسن خواب دیکھتے ہین کہ وہ جامع مسجد مین جسمین وہ نماز پڑھتے تھے جاتے ہین اور اس مسجد مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم وحضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما ہین انکے سامنے امام غزالی احیاء ہاتھ مین لیے ہوئے نہایت ادب سے کھڑے ہین اتنے مین امام غزالی کی نظر ابو الحسن پر پڑی امام غزالی نے کہا یہی میرا دشمن ہی پھر دونون گھٹنے زمین پر ٹیک کے لڑکون کی طرح گھٹنون کے بل حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے پھر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہونچ کے نہایت ادب سے کتاب احیاء پیش کر کے یہ گذارش کی کہ اگر یہ مخالف سنت ہی تو مین نے اس سے توبہ کی اگر موافق سنت ہی تو مجکو اس کتاب سے برکت حاصل ہوا ور اپنے دشمن سے انصاف کا خواستگار رہون سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے احیاء کے ورق ورق اخیر تک ملاحظہ فرمائے اور ارشاد کیا کہ واللہ یہ اچھی چیز ہی پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

اُسے دیکھا اور کہا قسم ہی خدا کی یا رسول اللہ یہ اچھی کتاب ہی اور حضرت عمرؓ نے بھی دیکھکر ایسا ہی کہا پھر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ابو الحسن کا کپڑا اُتار کے اُسپر تعزیر مفتری جاری کی جائے چنانچہ حسب الحکم فوراً کپڑا اُتارا گیا اور پانچ کوڑے لگائے گئے پھر حضرت ابوبکر صدیق نے شفاعت کی کہ ابو الحسن نے جو کچھ کہا ہی بطور اجتہاد و تعظیماً للسنۃ کہا ہی امام غزالی سے بھی رہا نہ گیا انھون نے بھی سفارش کی اتنے مین ابو الحسن کی آنکھ کھل گئی کوڑون کی مار سے پیٹھ کے چمڑے ادھڑ گئے تھے درد اسقدر تھا جسکے یہ متحمل نہین ہوسکتے تھے جمعہ کی صبح کو رو رو کے لوگون سے یہ کیفیت بیان کی اور پیٹھ کا زخم دکھایا ایک مہینے تک فراش رہے کروٹ کا بدلنا دشوار تھا پھر احیاء کو دیکھا آنکھین کھل گئین اُسکے مطلب موافق کتاب و سنت کے نظر آئے پھر خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویا سے مشرف ہوئے آپنے دست مبارک سے زخمون پر مسح کیا جس سے درد زائل ہوا پچیس روز کے بعد غسل صحت کیا اگر ابو الحسن توبہ نکرتے اور حضرت صدیق اکبرؓ اُنکی شفاعت نہ فرماتے تو وہ ایسے حال مین گئے گذرے تھے اِس حکایت سے معاندین کو سبق پڑھنا چاہیے جو لوگ اپنے عقائد کو پوری طرح سے بیان نہین کرسکتے اُنکا اعتراض اکابر دین پر سخت افسوسناک ہی اور جو لوگ معمولی طہارت کے مسائل سے واقف نہین ہین اُنکا بڑے بڑے مسائل پر منہ آنا محل حیرت ہی ؎

خوش وقت مردمان کہ تہِ خاک خفتہ اند — گردی ز رہ روان و صدق تا ندہ بود
قومی رسیدہ اند کہ در کارگاہ فضل — هرگز دری بہ ثقب فکرت نہ سفتہ اند
چون سبزہ گشتہ خرم و چون گل شگفتہ اند — خاطر مدار آنچہ اگر عیبہا ز تو
از کج چہ اعتبار اگر کج نمودہ اند — بر راست چیست طعنہ اگر راست گفتہ اند

جامی برو کہ خاک چو یک زندہ یافت ست
آنہم کنون نہ ساحتِ ایام رفتہ اند
خاری بجانِ اہلِ دلی گر خلیدہ است
هر جا نمودہ باز و هنرہا نہفتہ اند

طرفہ یہ ہی کہ یہ حضرات جناب مولانا مرحوم پر منہ آتے ہین اور جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری کو اپنا مخاطب بناتے ہین اِس سے صرف ان دونون نامی عالمون کی دل آزاری مطلوب ہی جو عند اللہ و عند الناس معیوب ہی ؎

ہی طرفہ ماجرا سے قاتل کے سامنے — بسمل تڑپ رہے ہین جیخ بسمل کے سامنے

خداوند کریم توفیق عطا فرمائے اب اصل رسالے کے جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہون اِس رسالے مین مولانائے مرحوم پر افترا چار قسم کے الزام قائم کیے گئے ہین فسادِ عقیدت مسائل فقہیہ مین ائمہ اربعہ کی مخالفت ایک دو مسئلے مین وہابیون کی موافقت اہلِ سنت و جماعت سے مخالفت ائمہ دین و اکابر مجتہدین کی نسبت بے ادبی ہم انکے جوابات اُسی ترتیب سے ادا کرتے ہین جس طور پر مخالفین نے لکھا ہی مگر چونکہ مخالفین کی عبارت

بے محاورہ تھی اور اُس مین تعقید اس بلا کی تھی جس کا مطلب بدشواری سے سمجھا جاتا تھا مین نے جرح فی العبارت سے یہ مناسب سمجھا کہ جو عبارت نقل کی جاوے جہانتک ممکن ہو اسکی اصلاح مرعی رہے تاکہ مخالفین بھی اپنی عبارت کا مطلب سمجھین اور زوائد کو غیر ضروری خیال کر کے چھوڑ دیا **پہلا افترا** مولانا مرحوم نے باتباع ابن تیمیہ مجسمی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لیے جہت ثابت کی ہی اور تمام صحابہ کرام ائمہ مجتہدین عظام پر افترا کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ سب لوگ جہت فوق کے قائل تھے ابراز الغی مین ہی انی ما وافقت ابن تیمیۃ فی الاستواء الا لانہ قد وافق فیہ جماعات الصحابۃ والتابعین والائمۃ المجتہدین جناب مولانا محمد عبد الحلیم صاحب مرحوم نے حاشیۂ عقائد جلالی مین لکھا ہی کہ ابن تیمیہ حد سے متجاوز ہو گیا تھا اُس نے خداوند تعالیٰ کے لیے جہت و جسمیت ثابت کی حالانکہ یہ باطل ہی ولد عزیز و مرید و شاگرد رشید اس عقیدۂ فاسدہ کا صحابہ کرام و ائمہ عظام پر افترا کرتے ہین **ہم کہتے ہین** کہ مولانا مرحوم اپنے زمانے مین مرجع خلائق تھے دور دور سے لوگ انکی عالی خدمت مین استفتا بھیجتے تھے یہی وجہ ہی کہ ایک ایک سوال کا مولانا نے متعدد تقریرون سے جواب ادا فرمایا ہی چونکہ استوا کا مسئلہ معرکۃ الارا تھا مختلف لوگون نے استفتے بغرض حصول جواب بھیجے اسلیے مجموعۂ فتاوی مین اسکے متعدد جواب نظر سے گذرے اِس مقام پر اس مسئلے کے جسقدر جواب نظر سے گذرے پہلے اُنکو نقل کرتا ہون اسکے بعد مسلک حق کو بیان کر کے عبارت فتاوی کا مطلب لکھ کے افترا کی کیفیت ظاہر کیا چاہتا ہون مولانا مرحوم جلد اول مجموعۂ فتاوی کے نمبر ۲۴۹ مین فرماتے ہین استفتا۔ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلے مین کہ درباب آیات صفات مثل استوی علی العرش و ید اللہ وغیرہ مسلک تاویل حق ہی یا اور کوئی مسلک بینوا توجروا۔ ہو المصوب اس باب مین علما کے چند مسلک ہین ایک مسلک تاویل کہ استوا بمعنی استیلا و ید بمعنی قدرت و وجہ بمعنی ذات ہی علی ہذا القیاس اور یہی مختار اکثر متاخرین متکلمین کا ہی دوسرا مسلک تشابہ فی المعنی و فی الکیفیۃ تیسرا مسلک معلوم المعنی متشابہ الکیفیۃ اور حق المتن مسلک ثالث ہی اور یہی مذہب صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و محدثین و فقہا و اصولیین محققین ہی شیخ الاسلام ذہبی سیر النبلا مین ترجمۂ قتیبہ بن سعید مین لکھتے ہین روی غیر واحد عن ابی العباس السراج فقال سمعتُ قتیبۃ یقول ہذا قول ائمۃ الاسلام و اہل السنۃ والجماعۃ ان ربنا عزوجل علی العرش انتہی ترجمۂ علی بن المدینی مین لکھتے ہین قال الکثر العلماء ان اللہ

فائدہ پہلا افترا مولانا مرحوم عبد الحی نے اللہ تعالیٰ کے لیے جہت ثابت کی جواب

علی العرش انتہی اور ترجمۂ اسحق بن راہویہ مین لکھتے ہین قال حرب الکرمانی قلت لاسحاق ما تقول فی قوله تعالی ما یکون من نجوی ثلثة الا هو رابعهم کیف تقول قال حیث ما کنت فهو اقرب الیك و هو بائن من خلقه انتہی اور ترجمۂ مزنی مین لکھتے ہین قال محمد بن اسمعیل سمعت المزنی یقول لا یصح لاحد التوحید حتی یعلم ان الله علی عرشه انتہی اور ترجمۂ ابو حاتم رازی مین لکھتے ہین قال ابو حاتم مذهبنا و اختیارنا اتباع رسول الله و اصحابه و نعتقد ان الله علی عرشه لیس کمثله شئ و هو السمیع البصیر انتہی اور یہی ذہبی نے کتاب العرش مین اسی قسم کے اقوال کہ جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حق جلشانہ فوق العرش ہے بلا کیف صدہا صحابہ اور تابعین اور فقہا اور محدثین سے نقل کیے ہین اور احادیث نبویہ جو فوقیت رب پر دال ہین یہی ذکر کیے ہین اور ابو شکور سالمی حنفی تمہید مین لکھتے ہین سال رجل عن الامام مالك عن قوله تعالی الرحمن علی العرش استوی کیف استوی فقال له الاستواء غیر مجهول و الکیف غیر معقول و الایمان به واجب و السؤال عنه بدعة ما اراك الا ضالا فامر به فاذا هو جهم بن صفوان و قال ابو مطیع البلخی سألت ابا حنیفة فی من قال لا ادری این الله فقال ابو حنیفة انه یکفر لانه خالف النص و الله یقول الرحمن علی العرش استوی اقرؤها و امنوا به فقال ابو مطیع کیف استوی فقال امنوا به کما جاء انتہی اور سراج الدین علی حنفی قصیدۂ بدء الامالی مین کہتے ہین

بلا وصف التمکن و اتصال	و رب العرش فوق العرش لکن

ملا علی قاری حنفی اسکی شرح مین لکھتے ہین سئل الشافعی عن الاستواء فقال امنت به بلا تشبیه و اتهمت نفسی فی الادراك و امسکت عن الخوض و اجمع السلف علی ان استواءه علی العرش صفة بلا کیف نؤمن به و نکل العلم الی الله و مذهب الخلف تاویل الاستواء بالاستیلاء و مختار السلف عدم التاویل بل اعتقاد التنزیل مع وصف التنزیه له عما یوجب التشبیه کما قال مالك الاستواء معلوم و الکیفیة مجهولة و اختاره امامنا الاعظم و کذا کل ما ورد من الایات و الاحادیث المتشابهات من ذکر الید و الوجه و نحوه و منه لفظ فوق فلا یؤولونه بالعظمة و الرفعة کما قاله الخلف انتہی اور ابن همام حنفی مؤلف فتح القدیر المسایرہ فی العقائد المنجیہ فی الآخرہ مین لکھتے ہین نؤمن ان الله تعالی مستو

علی العرش مع الحکم بان استواءہ لیس کاستواء الاجسام من التمکن والمماسۃ والمحاذاۃ بل بمعنی یلیق بہ وھو اعلم بہ وحاصلہ وجوب الایمان بانہ استوی علی العرش مع نفی التشبیہ فاما کون المراد بہ استیلاء العرش فامر جائز الارادۃ لکن لا دلیل علیہ علینا فالواجب علینا ما ذکرناہ وکذا کل ما ورد بہ مما ظاہرہ الجسمیۃ کالاصبع والقدم والید فیجب الایمان بہ فان الید والاصبع صفۃ لہ بمعنی الجارحۃ بل بمعنی یلیق بہ وقد اول الید والاصبع بالقدرۃ والقہر لصرف العامۃ من فہم الجسمیۃ وھو ممکن ان یراد ولا یجزم بارادتہ انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مذہب صحابہ وغیر صحابہ ائمہ وغیر ائمہ حنفیہ وغیر حنفیہ سبکا یہ ہی کہ حق جل شانہ کی فوقیت عرش پر وید و وجہ وغیرہ صفات بلاکیف ہیں اور تاویل کرنا ان سب کی صحیح نہیں ہی منشار تاویل کا صرف اسیقدر ہی کہ جب مجسمہ نے اس قسم کے آیات واحادیث سے خیال تجسم کا کیا علمانے اُنکے الزام واسکات کے واسطے تاویل کرنا شروع کیا نہ اس غرض سے کہ یہ معنی موول مراد ہین بلکہ اس غرض سے کہ شبہہ تجسم دفع ہوجاوے الحاصل آیات فوقیت واستواء وید ووجہ وغیرہ سب معانی ظاہرہ پر محمول ہین اور کیفیات ان سبکے مجہول اور اسمین تجسم بھی لازم نہین آتا ہی کیونکہ جب کیفیت مجہول کہی گئی اور خیال لیس کمثلہ شئ کا بھی رہا او تنزیہ تام کی گئی تجسم کسی طرح سے لازم آئیگا انتہی جلد اول مجموعہ فتاوی کے نمبر ۲۵ مین ہی ذات پروردگار کو عرش پر سمجھنا بدون بیان کیفیت استوار اور اُسکے علم کو محیط تمام عالم سمجھنا اور آیات معیت وقرب وغیرہ کو قرب ومعیت علمی پر حمل کرنا مذہب اہل سنت کا ہی اور معتقد اس مذہب کے پیچھے نماز درست ہی بلا کراہت شرح حکمت نبویہ مین ہی نعتقد انہ علی العرش مستو علیہ استواءً منزھًا عن التمکن والاستقرار وانہ فوق العرش ومع ذلک ھو قریب من کل موجودٍ وھو اقرب من حبل الورید ولا یماثل قربہ قرب الاجسام انتہے اور سیر النبلا مین ہی قال اسحق بن راھویہ اجمع اھل العلم علی انہ تعالی علی العرش استوی وھو یعلم شیئا فی اسفل الارض السابعۃ انتہے اور جامع ترمذی مین بعد ذکر حدیث لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لہبط علی اللہ ثم قرأ رسول اللہ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم مرقوم ہی قراءۃ الایۃ تدل علی انہ اراد یہبط علی اللہ علی علم اللہ وقدرتہ وسلطانہ وعلم اللہ فی کل مکان وھو علی العرش کما وصف نفسہ فی کتابہ انتہے اور یہ جو مشہور ہی کہ یہ مذہب حنابلہ کا ہی

غلط ہی بلکہ یہ مذہب جمہور محققین حنفیہ و شافعیہ و حنبلیہ و مالکیہ و محدثین وغیرہم کا ہی البتہ بعض حنابلہ استوا مع
بیان الکیفیہ کے قائل ہو گئے ہین اور استقرار پروردگار کو مثل استقرار مخلوقات کے سمجھتے ہین یہ مذہب [illegible]
جلد اول مجموعہ فتاوی کے نمبر ۲۵۶ مین ہی زید کہتا ہی رب العالمین کی ذات پاک کو کسی جگہ مین معین نہین کر سکتا
کہ عرش پر ہی یا زمین پر یا آسمان مین اور اسکے خلاف عقیدہ کرنا خلاف عقیدہ اہل سنت ہی ذات پاک اسکی بالکل مخلوقات کو تحت
از عرش تا فرش محیط ہی اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہی اور ہم نہین کہہ سکتے اس بات کو کہ رب العالمین یہان یا
وہان کہان ہی کوئی جگہ ہم اسکی تعین کی نہین کہہ سکتے اور ہر مخلوقات کو از عرش تا فرش اور سب اشیا کو پروردگار کے
ذات و علم کے ساتھ نسبت واحد ہی البتہ کوئی سرفراز اور صفت سے اور کوئی دوسری صفت سے ممتاز ہی اتنا فرق
ہی اور رب العالمین کی کوئی جہت معین ٹھیرا نہین سکتا اور احاطہ اور قرب اور معیت رب العالمین کی ہم نہین
کہہ سکتا کہ کیسی ہی اور اسکے کیا معنی ہین اور کیا اسکی مراد ہی فقط ایمان اسقدر ہی کہ جو کچھ رب العالمین کا ارادہ ہی
اسپر ایمان لائے اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہی اور عمرو یہ کہتا ہی ذات باری تعالی بلا کیفیت خاص کر عرش ہی پر ہے
نہ مثل جسم کے اوپر جسم کے کیونکہ وہ جسم نہین ہی اور باوجود عرش پر ہونے کے بذاتہ و علمہ و قدرتہ سبکو محیط ہی اور سب سے
قریب ہی اور سب کے ساتھ جیسا اسکو لائق ہی بلا تشبیہ جیسا کہ آفتاب فلک چہارم پر ہی اور سب کے ساتھ ہی اور رب العالمین
زمین و آسمان مین نہین ہی بلا تشبیہ جیسا کہ آفتاب بیت مین نہین ہی اور ساتھ ہی البتہ بعلمہ و قدرتہ سبکو ایک طرح برابر
دیکھتا اور جانتا اور سنتا ہی اور جتنی صفتین اللہ تعالی کی کتاب و سنت مین ہین جیسے فوق العرش ہونا دیکھنا
سننا جاننا اترنا خوش ہونا غصہ ہاتھ منہ نفس وغیرہ سب کے معنی معلوم اور کیفیت متشابہ ہی یعنی مثل فوقیت دیکھنے
سننے جاننے اترنے خوش ہونے غصہ ہونے ہاتھ منہ نفس وغیرہ اسکے مخلوقات کے نہین ہی بلکہ کیفیت اسکی
اللہ تعالی ہی جانتا ہی جیسے اللہ تعالی کی بیشک ایک ذات ہی مگر نہ مثل ذات مخلوقات کے اسی کے مناسب اسکی سب
صفتین ہین نہ مثل صفات مخلوقات کے اور جتنی صفات سے کتاب و سنت مین اللہ تعالی کی تنزیہ ہی اس سے
منزہ ہی غرض اثباتاً و نفیاً پیروی کتاب و سنت کی ضرور ہی اور زیادتی و کمی موجب ضلالت ان دونون عقیدون
مین موافقت اہل سنت و جماعت کی کسکا عقیدہ رکھتا ہی ہو المصوب اہل سنت کی رائے اس باب مین مختلف ہی
اگرچہ بعض مثل قول زید کے بھی لکھ گئے ہین مگر صحیح و مذہب جمہور محققین و ائمہ متورعین و محدثین وغیرہم مثل قول
عمرو کے ہی ابو شکور حنفی تمہید مین لکھتے ہین سئل مالک عن قولہ تعالی الرحمن علی العرش استوی کیف
استوی فقال الاستواء غیر مجہول والکیف غیر معقول والایمان بہ واجب والسوال عنہ

بدعة وما اراك الا ضالا فامر به فاخرجوه فاذا هو جهم بن صفوان وقال ابو مطيع البلخي سالت ابا حنيفة في من قال لا ادري اين الله قال ابو حنيفة انه يكفر لانه خالف النص والله يقول الرحمن على العرش استوى اقرءوها وامنوا به فقال ابو مطيع كيف استوى قال امنوا به كما جاء الجواب انتہی اور حکمت نبویہ مین ہی له يد ووجه ونفس كما ذكر الله في القران ولا يقال ان قدرته هو يده لان فيه ابطال الصفة وهو قول اهل القدر والاعتزال ولكن يده صفة له بلا كيف انتہی اور سیر النبلا مین ہی قال حرب الكرماني قلت لاسحق بن راهويه ما تقول في قوله تعالى ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم كيف تقول فيه قال حيث ما كنت فهو اقرب اليك من حبل الوريد وهو بائن من خلقه وابين شئ في ذلك قوله الرحمن على العرش استوى انتہی اور بھی اُس مین ہی قال السراج سمعت اسحق بن راهويه يقول دخلت على طاهر بن عبد الله عنده منصور بن طلحة فقال لي تقول ان الله ينزل كل ليلة قلت تؤمن به اذا انت لا تؤمن ان لك ربا في السماء لا تحتاج ان تسألني عن هذا قلت هذه الصفات من الاستواء والنزول والاتيان قد صحت به النصوص ونقلها الخلف عن السلف ولم يتعرضوا لها برد ولا تاويل بل انكروا على من اول مع الاتفاق على انها لا تشبه نعوت المخلوقين وان الله ليس كمثله شئ انتہی جلد دوم مجموعة الفتاوى کے نمبر (١) مین ہی فی الواقع اعتقاد اس امر کا کہ ذات پروردگار کی تجلی خاص عرش پر ہی ساتھ تنزیہ کے اوہام وطرق تشبیہ وتجسیم سے اور معیت وقرب اُسکا علمی ہی موافق جمہور صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کے ہی انتہی چونکہ بابِ النزاع کا انکشاف اُس زمانے تک نہین ہو سکتا جب تک مذاہب کا بیان صاف طور پر نہ کیا جاوے اور مذہب سلف کی خصوصیات نہ بتائی جائین اسلیے انکا بیان کیا چاہتا ہون اِس امر پر امت کا اجماع ہی کہ خداوند کریم کے لیے تجسّم وحلول واستقرار محال ہی چنانچہ عقل بھی اسکو محال سمجھتی ہی اختلاف اِس امر مین ہی کہ آیا آیات استوا مین یہ بات کہسکتے ہین یا نہین کہ خداوند کریم جہت فوق وعلو مین بدون تکیف وتحدید کی ہی ایسے اختلاف سے دو مذہب قرار پائے پہلا مذہب فوق کی معنی متعارف مراد نہین ہین بلکہ اسکا علم خداوند تعالی کو ہی ہمکو کچھ معلوم نہین یا یہ صفت زائدہ ہی جو جلالت شان باری تعالی کے لائق ہی جسکا ہمکو علم نہین شعبہ وابن مسیب وسفیان کہتے ہین کہ انپر ایمان واجب ہی ہم انکی تفسیر نہین کرتے قاضی باقلانی وغیرہ کہتے ہین کہ آیات

واحادیث ایسی صفت زائدہ پر دلالت کرتے ہین جو خداوندکریم کی جلالت اور رتبے کے لائق ہی مگر تکیف وتحدید سے یہ صفت خالی ہی ہر فریق انکا اپنے اپنے مسلک کی اثبات پر دلائل پیش کرتا ہی چنانچہ ابن فورک کی تصانیف مین یہ مسئلہ بہایت بسط سے لکھا گیا ہی۔ دوسرا مذہب فوق کا اطلاق بدون تکیف وتحدید کے جائز ہی امام الحرمین ابوالمعالی نے ارشاد مین کرامیہ وبعض حشویہ سے اسکو نقل کیا ہی اور قاضی عیاض نے اسکو فقہا ومحدثین وبعض متکلمین اشعریہ سے نقل کیا ہی چنانچہ بعض ائمہ نے اس باب مین قاضی عیاض کا تخطیہ کیا ہی اور یہ کہا ہی کہ میرے خیال مین اشعریہ سے کوئی شخص اسکا قائل نہین ہی قاضی عیاض کو علم اصول مین بہت بڑی دستگاہ نہ تھی البتہ علم حدیث مین یہ بہت بڑے کامل تھے ایسی صورت مین انکی نقل علماے اول سے قابل التفات نہین ہی اسیوجہ سے شفا مین انھون نے اس مسلک کو بعض اشعریہ سے نقل نہین کیا ہی ابن بزیزہ نے شرح ارشاد مین قلانسی سے اس مذہب کو مشایخ اشعریہ وبخاری وغیرہ سے حکایت کیا ہی اور ابن عبدالبر نے استذکار مین اسی مذہب کو اختیار کیا ہی شیخ ابی محمد ابن ابی زید کے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ انکا بھی یہی مسلک ہی چنانچہ شیخ عزالدین نے اس امر کو تسلیم کیا ہی کہ ابی محمد ابن ابی زید کی ظاہر عبارت سے جہت کا ثبوت ہوتا ہی خلف کہتے ہین کہ اس امر پر اجماع ہی کہ ان الفاظ سے وہ معنی حقیقی مراد نہین ہین جو عرف بانو پر جاری ہین پھر ایسے موقع پر سکوت کرنا عوام کو وہم مین ڈالنا ہی اور جہت فوقیت وعلو کو تجسیم وحلول وتحیز ومماست ومباعیت ومحاذات لازم ہی یہ سب چیزین حادث ہین اور جو چیز کہ حوادث سے خالی نہو یا حوادث کی محتاج ہو وہ حادث ہی اور اللہ تعالی کا حدوث شرعاً وعقلاً محال ہی اسلیے ان الفاظ کو ایسے معانی پر حمل کرنا چاہیے جو قریب لماخذ ہون ومن جہت شرع وعقل ولسان عرب لائق ہون اور خداوندکریم کی تنزیہ ایسے امور سے ہو جنکا وہم ظاہر آیات واحادیث سے ہوتا ہی چنانچہ امام الحرمین ابوالمعالی نے اسکو لکھا ہی ان مذاہب مین مذہب ثانی بطرح انظار ہی یہ وہ مسلک ہی جسکی نسبت مختلف طور سے متاخرین نے تکفیر کی ہی جسکا بیان مقتضی تفصیل ہی مختار مذہب سلف ہی امام مالک کے قول کی تاویل مختلف طور پر کی گئی ہی علما اپنے اپنے خیال کے موافق اسکی تاویل کرتے ہین بعض علما اسکو مذہب سلف پر محمول کرتے ہین ظاہر عبارت اسکی موید ہی ابن عبدالبر نے اپنے مذہب کے موافق اسکی تاویل کی ہی بعضون نے اسکو مذہب متکلمین پر محمول کیا ہی ابن تلمسانی شرح معالم مین لکھتے ہین کہ اسکے مطلب یہ ہین کہ محامل استوار کے لغت مین معلوم ہین البتہ یہ یقینی ہی کہ اس سے استقرار مراد نہین ہی بلکہ قہر واستیلاء مراد ہی اور کیف مجہول ہی کوئی محمل محامل لائقہ کے تعین مجھے معلوم نہین اور ایمان اسکے ساتھ واجب ہی یعنی اس بات کی تصدیق واجب ہی کہ اسکا کوئی محمل صحیح ہی اور سوال اس سے بدعت ہی

یعنی اسکا تعین طرق ظنیہ کے ساتھ کرنا نہ چاہیے اسلیے کہ یہ بزعم ظنون تصرف ہی اسماء وصفات اللہ تعالیٰ مین
اور جو بعد زمانۂ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پیدا ہوئے وہ بدعت ہی اسمین شبہہ نہین کہ جب امام مالک کا قول امام اعظم و
امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال سے ملایا جاے تو سبکا مرجع مذہب سلف پایا جاتا ہی غور سے یہ بات معلوم ہوتی ہی
کہ متاخرین کی نزاع لفظی ہی **جاننا چاہیے** کہ حقیقت مذہب سلف کا اصول یہ ہی کہ عوام کو سات امور کا لحاظ
کرنا چاہیے تقدیس ۔ تصدیق ۔ عجز کا اقرار ۔ سکوت ۔ امساک ۔ کف ۔ تسلیم اہل معرفت **تقدیس** کہتے ہین
حق تعالیٰ جل شانہ کو جسمیت و لوازم جسمیت و اعراض جسمیت وغیرہ سے پاک سمجھنا **تصدیق** کہتے ہین
اس امر پر ایمان لانے کو کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جسکا آپنے ارادہ کیا وہ حق ہی آیۃ الرحمن
علی العرش استوی سے ایسے معنی مراد لیے گئے ہین جو خداوند کریم کے جلال و عظمت کے قابل ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وصف اللہ تعالیٰ کا کیا ہی وہ سچ ہی ہمکو اسپر پورا یقین ہی ہم اُسپر امنا و صدقنا کہتے
ہین اللہ تعالیٰ نے جو اپنا وصف خود فرمایا ہی وہ اُن معنوں مین حق ہی جسکا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہی اور
جس وجہ سے اُسنے کہا ہی اگرچہ اُسکی حقیقت پر ہمکو آگاہی نہین اگر یہ کہا جاے کہ تصدیق تصور کے بعد ہوتی ہی اور ایمان
بعد فہم معنی کے ہوتا ہی جب سمجھا ہی نہین تو ایمان کیسا اِسکا جواب یہ ہی کہ ایمان مجمل امور سے بھی متعلق ہو سکتا ہی ہر عقلمند
اس بات کو جانتا ہی کہ اِس آیت سے کسی معنی کا ارادہ کیا گیا ہی ہر اسم کے لیے ایک مسمی ہوتا ہی جب اُسکا اطلاق
کیا جاتا ہی اور اُسکا کوئی مخاطب قرار دیا جاتا ہی اُس سے اُس مسمی کا ارادہ کیا جاتا ہی ایسی صورت مین مجملاً
یون اعتقاد ہو سکتا ہی کہ مین ایسے امر پر ایمان لاتا ہون جسکی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہی لفظ مجمل غیر مفصل کی بھی
تصدیق ہو سکتی ہی مثلاً یون کہا گیا کہ اِس گھر مین کوئی شے ہی اُسکی تصدیق ہو سکتی ہی اِسکا مفاد یہ ہوگا
کہ گھر خالی نہین ہی کچھ نہ کچھ اُس مین ہی یہ مجمل اسوجہ سے ہی کہ وہ شے نہ بتائی گئی اور مفصل اس خیال سے کہ یہ بتایا گیا
کہ اسمین کچھ ہی اسی طور پر جب استوی علی العرش سنا تو اِس سے مجمل طور پر یہ معلوم ہوا کہ یہ نسبت استقرار
علی العرش کی ہی یا اقبال علی خلقہ ہی یا استیلاء علی الخلق بالقہر ہی یا کوئی اور اسی قسم کے معنی ہین اس
مجمل غیر مفصل کی تصدیق ممکن ہی امام مالک فرماتے ہین الاستواء معلوم اگر کہا جائے کہ ایسے لفظ سے مخاطب
کرنے کا فائدہ کیا ہی تو اِسکا جواب یہ ہی کہ اس خطاب سے تفہیم راسخین فی العلم کی مراد ہی جو لوگ اسکے سمجھنے کی لیاقت
نہین رکھتے وہ اسکے مخاطب نہین ہین اور نہ وہ اسکے لائق ہین کہ وہ اس سے سوال کرین **اعتراف بالعجز**
کے یہ معنی ہین کہ اس امر کا اقرار کیا جائے کہ اُسکے مطلب کا سمجھنا اُسکے احاطۂ طاقت سے خارج ہی جو شخص

اسکے معنی مراد کو نہین سمجھ سکتا اُسپر لازم ہی کہ عجز کا اقرار کری اور پڑھے ہر لدکہ ۵ نہ ہر جای مرکب توان تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن || امام مالک کہتے ہین الکیفیۃ مجھولۃ یعنی مراد کی تفصیل معلوم نہین اسکو
تو راسخون فی العلم جانتے ہین عوام کا یہ کام نہین ہی کہ وہ اسکا مطلب سمجھین **سکوت** کے یہ معنی ہین
کہ اُسکے معنی پوچھی جاوین نہ اُس مین خوض کیا جائے اور یہ خیال کیا جاوے کہ اس سے سوال بدعت ہی اسمین
خوض کرنے سے دین کو خطرہ پونہچیگا بلکہ کبھی اِس طور پر کفر لازم آئیگا جسکی اُسکو خبر بھی نہ ہوگی یہ سکوت
عوام پر واجب ہی اسلیے کہ وہ ایسی چیز کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہین جسکے سمجھنے کی نہ اُنکو طاقت ہی
نہ اُن مین اِس قسم کی لیاقت ہی اگر اُنھون نے کسی جاہل سے سوال کیا تو وہ چونکہ خود بے بہرہ ہی اسکا ایسا
جواب دیگا جسکے اعتقاد سے پوچھنے والا کافر ہو جائیگا اُسکو کیا معلوم ہی کہ جاہل کا جواب ناصواب ہی
اگر اُنھون نے کسی عارف سے پوچھا تو وہ اُسکے سمجھانے سے عاجز ہی مثلاً اگر کسی لڑکے کو یہ سمجھائین کہ مکتب
مین جانے کے یہ فوائد ہین تو وہ کیا خاک سمجھے گا یا کسی بڑھئی کو رنگریزی کا فن سکھائین کہ اوداکپڑا یون رنگا جاتا ہے
اور قرمزی رنگ کی یہ ترکیب ہی تو ہرگز اُسکو نہ سمجھ سکیگا اسی طور پر جو لوگ کہ دنیا دار ہین اور علوم رسمی کی
طرف متوجہ ہین انکو امور الٰہیہ کی معرفت نہین ہو سکتی جسطرح روٹی گوشت جو عمدہ غذا ہی شیرخوار لڑکے کو
اسواسطے مضر ہوتی ہی کہ اُسکے معدے مین ہضم کی صلاحیت نہین پائی جاتی اسی طور پر ایسے لوگون کو امور
الٰہیہ کی تعلیم مضر ہوتی ہی جنمین استعداد اسکے سمجھنے کی نہین ہوتی حضرت عمر رض کا یہ معمول تھا کہ اُن سے
جو شخص آیات متشابہات سے سوال کرتا تھا وہ اُسکو دُرّون سے پیٹتے تھے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے
مسئلہ قدر کا سوال کیا گیا تو آپنے اُسکے جواب مین فرمایا فبھذا امرتم وقال انما ھلک من کان
قبلکم بکثرۃ السوال امام اعظم رح نے فرمایا امنوا بہ کما جاء **امساک** کہتے ہین الفاظ مین کسی
قسم کے تصریف وتبدیل نہ کرنے کو اور زیادتی ونقصان وجمع تفریق سے بچنے کو بلکہ سوائے اُس لفظ کے
دوسری لفظ نہ بولنے کو یہانتک کہ اعراب وتصریف وصیغہ اُسی طور پر بولا جائے جس طور پر وارد ہوا ہی
اُسمین اپنی طرف سے کسی طرح کا تصرف نہ کرین بعض الفاظ ایسے ہوتے ہین کہ انکا ترجمہ دوسری زبان مین
کرنے سے کچھ کے کچھ معنے ہو جاتے ہین دوسری لفظ مین اُسکا ترجمہ صحیح نہین ہو سکتا مثلاً لفظ استوا اسکا
ترجمہ اُردو مین سیدھا کھڑا ہونا ہی جو چیز کج نہو اُسکو سیدھا کہتے ہین اور جس چیز مین سکون وثبات ہو
حرکت و اضطراب نہو اُسکو کھڑا کہتے ہین خداوند تعالی کی ذات ایسی صفات سے پاک ہی تو یہ ترجمہ غلط

ٹھیرا جب استوی علی العرش کہا گیا تو مستوی و یستوی بھی کہنا نہ چاہیے تاکہ صیغے کے اختلاف سے معنی مین اختلاف
پیدا نہو **کف** کہتے ہین اپنے دل کو بحث و فکر سے خالی کرنے کو جسطرح عوام پر یہ واجب ہی کہ اپنی زبان کو
سوال و تصرف سے باز رکھین اسی طور پر اُنکو واجب یہ ہی کہ اس باب مین غور بھی نہ کیا کرین **تسلیم** اہلیہ
اسے کہتے ہین کہ آدمی اس امر کا اعتقاد کرے کہ اگرچہ بسبب عجز کے یہ امر اُس پر مخفی رہا مگر راسخین فی العلم پر
مخفی نہین ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت صدیق اکبرؓ و اکابر صحابہ و اولیاے کاملین و علماے راسخین
پر اسکے معنی ظاہر ہین انکا قیاس اپنی ذات پر نہ کرنا چاہیے غرض اس سے سوال بدعت ہی حضرت عمرؓ سے
کسی نے دو آیات متشابہات کا سوال کیا حضرت عمرؓ نے اُسکو درون سے پٹوایا ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے
پوچھا کہ قرآن مخلوق ہی یا نہین حضرت عمرؓ نے سنکر تعجب کیا اور اُسکا ہاتھ تھام کے حضرت امیر علیہ السلام کے پاس
لائے اور یہ کیفیت بیان کی حضرت علیؓ کو اسکے سننے سے غصہ آیا اور رنج سے چپ ہو رہے اور گردن نیچی کر لی
پھر سر کو اُٹھایا اور فرمایا کہ اخیر زمانے مین اس قسم کی باتین پیدا ہونگی اگر مین ایسا پاؤنگا تو گردن مار دونگا
اس حدیث کو امام حنبل نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہی حضرت علیؓ نے اس قول کو حضرت عمرؓ و ابوہریرہؓ
کے سامنے کہا تھا حضرت عمرؓ و ابی ہریرہؓ نے کچھ اس پر تعرض نہ کیا سوا اسکے بہت سے صحابہؓ نے اسکو سنا مگر کسی نے
اسپر اعتراض نکیا اس مقام پر ہم امور سبعہ کو مولانا ی مرحوم کے فتوی سے ثابت کیے دیتے ہین **تقدیس**
جسمیت و لوازم جسمیت و لوازم اعراض جسمیت ایسی چیزین ہین کہ کوئی مسلمان انکا انکار نہین کرسکتا چونکہ
ہر امر مین مولانا ناقل ہین ایسی صورت مین عبارت منقولہ کو دیکھنا چاہیے مسائرہ مین لکھا ہی کہ اُسکا
استوا مثل استواے اجسام کے نہین ہی جس مین تمکن مماسہ و محاذات ہوتی ہی دیکھو فتوی نمبر ۲۴۶ کہ اسکی اخراج
کی عبارت مین ہی مع الاتفاق علی انہ لا تشبیہ نعوت المخلوقین وان اللہ لیس
کمثلہ شئ انتہی دیکھو فتوی ۲۵۶ ان عبارتون سے صاف تصدیق تقدیس کی ثابت ہی **تصدیق**
کا ثبوت اس سے ہوتا ہی کہ جب مذہب سلف کا اختیار کیا گیا تو اس آیت مین اپنی طرف سے کچھ ملایا نہ گیا
بلکہ اللہ و اللہ کے رسول پر چھوڑ دیا گیا اسی کو تصدیق کہتے ہین دیکھو فتوی ۲۴۹ مین امام اعظم و امام مالک
و امام شافعی کے اقوال منقولہ **اعتراف بالعجز** کا بھی ثبوت فتوی مین موجود ہی اسمین امام مالک کا قول
الکیف غیر معقول امام اعظم کا قول امنوا بہ کما جاء نقل کیا گیا ہی دیکھو فتوی ۲۴۹-۲۵۶ **سکوت**
اس باب مین امام مالک کا قول نقل کیا گیا ہی والسوال عنہ بدعۃ دیکھو فتوی ۲۴۹-۲۵۶ **مسالک** مولانا نے

کسی قسم کی زیادتی ونقصان وجمع وتفریق نہین کی ہی اعراب تصریف صیغہ سب کو اپنی حالت پر رکھا ہی
چنانچہ امام مالک وامام اعظم کے قول کو نقل کیا اور امام شافعی کے کلام مین تو صاف لکھا ہی وامسکت
عن الخوض دیکھو فتوی ۲۴۹ کف اس پر قول امام مالک وامام اعظم وامام شافعی کا صریح دلالت
کرتا ہی دیکھو فتوی ۲۴۹ **تسلیم لا اہلہ** اسکا بہی ثبوت نہین ائمہ ثلاثہ کے اقوال سے ظاہر ہوتا ہی امام مالک
فرماتے ہین والایمان بہ واجب والسؤال عنہ بدعۃ دیکھو فتوی ۲۴۹ جب یہ بات ثابت
ہوگئی کہ مولانا ے مرحوم نے ائمہ مجتہدین کے اقوال کو نقل فرمایا ہی جو عین مذہب سلف ہی تو یہ بات محض
افترا ہی کہ مولانا نے خداوند تعالی کے لیے جہت وجسمیت ثابت کی ہی البتہ یہ دستور ہی کہ جب مذہب منصور
نقل کیا جاتا ہی تو مذہب مخالف بھی ذکر کیا جاتا ہی کہ تعرف الاشیاء باضدادہا اسی وجہ سے قول
وحکمت تبویہ وغیرہ کے اقوال ذکر کیے گئے اس مقام پر دو شبہے ہوتے ہین **پہلا شبہہ** فتوی ۲۴۹ مین ہی
اور حق ان مین مسلک ثالث ہی یہ وہی مذہب ہی جو مبحوث عنہ ہی اور پھر اسمین لکھا ہی ان عبارات سے معلوم
ہوا کہ مذہب صحابہ وغیر صحابہ الخ اور فتوی ۲۵۶ مین ہی اگرچہ بعضے مثل قول زید کے بھی لکھ گئے ہین مگر صحیح
ومذہب جمہور محققین و ائمہ متبوعین و محدثین وغیرہم مثل قول عمرو کے ہی انتہی بادی النظر مین یہ عبارت
کسی کی بڑھائی ہوئی ہی اسپر کئی دلیلین پیش کرتا ہون **پہلی دلیل** مولانا ے مرحوم نے فتاوی مذکورہ مین
ایسی عبارتین نقل کی ہین جن سے مذہب سلف کی تائید ہوتی ہی اگر یہ مذہب معتمد علیہ ہوتا تو امام مالک وامام
اعظم وابن ہمام واسحق ابن راہویہ کی عبارت نقل نفرماتے **دوسری دلیل** مولانا ے مرحوم نے فتح المبین پر
اپنی دستخط اور مہر کی ہی جسمین مذہب سلف اختیار کیا گیا ہی **تیسری دلیل** مخالفین کا خود یہ قول ہی کہ
مولوی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مسئلہ استوا مین کچھ لوگون نے زیادتی وکمی کی ہی ایسی صورت مین ان فتاوی پر
یقین نہین ہوسکتا کہ بدون کسی قسم کی تحریف کی ہین جب انمین زیادتی وکمی ہوئی ہی تو انکے ذریعے سے کوئی الزام
مولانا ے مرحوم پر قائم نہین ہوسکتا ثبوت الزام کے لیے یہ ضرور ہی کہ پہلے ثابت کیا جائے کہ جو کچھ ان فتاوی مین ہی
وہ مولانا ے مرحوم کا لکھا ہوا ہی جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے ہرگز الزام لائق تسلیم نہین ہوسکتا رہی عبارت
ابراز الغی کی ما وافقت ابن تیمیۃ الا لانہ وافق الخ یہ بطور منع ونقض تفصیلی کی ہی چنانچہ جناب
مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری نے رسالہ تصحیح مین لکھا ہی **دوسرا شبہہ** فتوی نمبر ۲۵۵ مین ہی
ذات پروردگار کو عرش پر سمجھنا بدون بیان کیفیت استوا اور اسکے علم کو محیط تمام عالم سمجھنا اور آیات

کی عبارت منقولہ غلط ٹھہری تمہارا ہاتھ اسکا گریبان یا اسکا ہاتھ تمہارا گریبان اب مہربانی سے تم لوگ آپس مین سمجھ

معیت و قرب وغیرہ کو قرب و معیت علمی پر خیال کرنا مذہب اہل سنت کا ہی اور معتقد اس مذہب کے پیچھے نماز درست ہی بلا کراہیت انتہی اجب ایسا شخص کافر ہی تو اہل سنت سے کیونکر ہوگا اسکا جواب یہ ہی کہ ایسا نہیں ہی علامہ ابن حجر مکی ہیتمی فتاوی حدیثیہ میں امام عز الدین سے نقل کرتے ہیں والاصح ان معتقد الجہۃ لا یکفر لان علماء المسلمین لم یخرجوھم عن الاسلام بل حکموا لھم بالارث من المسلمین و بالدفن فی مقابر المسلمین و تحریم دمائھم واموالھم وایجاب الصلوۃ علیھم اس مقام پر فتوی نمبر (۱) سے ہمنے اسوجہ سے بحث نہ کی کہ اُس میں تجلی کا ذکر ہی جو ما نحن فیہ سے خارج ہی اس سے ثابت ہوگیا کہ تحریفات کو علیحدہ کرکے دیکھو تو معلوم ہوجائیگا کہ مولانا وہی فرماتے ہیں جو سلف فرماگئے ہیں

ہر چند زمین و آسمان می بینی
لیکن نشناسی کہ چسان می بینی
ای نور نگاہ تو عبارات سامع
ہر چیز کہ شنیدہ ہمان می بینی

ملخص یہ ہی کہ مولانا ے مرحوم کا یہ مسلک ہی کہ آیات متشابہات سے ہی ہمکو اسکے معنے کچھ معلوم نہیں ہم اسپر ایمان لائے ہیں کہ رحمن کا استواء عرش پر ہی نہ مولانا ی مرحوم جہت و جسمیت باری تعالی کے قائل ہیں اور نہ اسکی نسبت صحابہ و ائمہ کی طرف کرتے ہیں یہ سب افترا ہی

یہ ساری چھل بل تمہیں بھلا دین
کبھی نہ دیکھا ہو وہ دکھا دین
جو آؤ پاس اپنے تو بتا دین
کہ یہ مزا اختیار میں ہی

دوسرا افترا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور چھہ خاتم نبوت ہیں اور وہ ختم نبوت میں آپکے ساتھ شریک ہیں یہ عقیدہ باطل اور تمام کتب عقائد سنت و جماعت کے مخالف ہی اور خاتم الانبیاء اضافی قرار دینا ڈھکوسلا ہی ہم کہتے ہیں کہ مولانا ے مرحوم سے یون سوال کیا گیا کہ ایک شخص دعوی کرتا ہی اس بات کا کہ چھہ مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود و متحقق ہیں اور مثل سے یہ غرض رکھتا ہی کہ شریک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی آپکی جمیع صفات اور ماہیت میں اور پیش کرتا ہی قول حضرت ابن عباس کا کتاب در منثور وغیرہ سے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم و نوح کنوحکم و ابراھیم کابراھیمکم و موسی کموسکم و عیسی کعیسکم و نبی کنبیکم آیا یہ قول اسکا یعنی موجود و متحقق ہونا امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم میں معنی مذکور کے حق ہی یا باطل اور یہ عقیدہ صحیح ہی یا خلاف اہل سنت و جماعت کے اور دلیل میں جو حدیث پیش کرتا ہی اسکا کیا حال ہی اُس سے یہ عقیدہ ثابت ہی یا نہیں مولانا ے مرحوم نے اسکے جواب میں پہلی حدیث کو معتبر ثابت کیا پھر یہ لکھا کہ زمین کے سات طبقات جداگانہ ہیں اور اُن میں مخلوقات الہی موجود ہیں اسکو ثابت کرکے یہ تحریر فرمایا کہ جملہ طبقات باقیہ میں انبیا کا ہونا بھی ثابت ہی تفسیر جلالین سے یہ بات ثابت ہی کہ حضرت جبرئیل طبقات باقیہ میں بھی وحی لیجاتی تھی پھر اسکے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ہرگاہ طبقات باقیہ میں وجود مخلوقات الہی کا ثابت ہی اور کوئی مخلوق اللہ تعالی کی مہمل نہیں چھوڑی گئی

ف
دوسرا افترا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا خاتم نبوت ہونے کے معجوا

لابد ہی کہ وہان بھی راہ نما ہون گے اور علامہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے ثابت ہی کہ حضرت جبرئیل طبقات باقیہ مین بھی وحی لیجاتے تھے چنانچہ تفسیر جلالین مین لکھتے ہین اللہ الذی خلق سبع سمٰوات ومن الارض مثلھن یعنی سبع ارضین یتنزل الامر الوحی بینھن بین السمٰوات والارض ینزل بہ جبریل من السماء السابعۃ الی الارض السابعۃ انتھی ہرگاہ یہ تین امر ذہن نشین ہو گئے اب سمجھنا چاہیے کہ لفظ نبی کنبیکم سے اگرچہ ایک ایک نبی خاتم النبیین ہونا طبقات باقیہ مین ثابت لیکن اُسکا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ثابت نہین ہوسکتا اسواسطے کہ کلام عرب مین کاف تشبیہ کے واسطے مستعمل ہی اور تشبیہ مین لازم نہین ہی کہ مشبہ بہ مثل یا اقوی ہو مشبہ سے بلکہ کبھی تشبیہ ناقص کے ساتھ مجرد تفہیم کے واسطے ہوتی ہی قرآن پاک مین حق تعالی فرماتا ہی اللہ نور السمٰوات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح اس آیت مین حق تعالی نے اپنے نور کو تشبیہ دی ہی ساتھ نور مشکوٰۃ کے ظاہر ہی کہ نور آلہی بدرجہا اس نور سے اعلی واحسن ہی چہ نسبت خاک را با عالم پاک پس لفظ نبی کنبیکم سے ہرگز ثابت نہین ہی کہ خاتم الانبیا طبقات باقیہ کا مثل خاتم الانبیا اس طبقے کے ہی بلکہ یہ تشبیہ فقط تعلیم تفہیم کے واسطے ہی اس غرض سے کہ جس طرح سے یہ خاتم الرسل اس طبقے مین ہین اسیطرح سے ایک ایک خاتم ہر طبقے مین ہی نہ یہ کہ وہ خاتم مثل اس خاتم کے ہین بلکہ اگر غور کیا جائے تو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ خاتم مثل ہمارے خاتم الانبیا کے نہین ہین کیونکہ اسی حدیث مین لفظ آدم کا ذکر بھی وارد ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ کی اولاد ہمارے آدم کی نہین ہین بلکہ دوسرے آدم کی اور تمام کتب عقائد مین یہ امر مصرح ہی کہ اولاد آدم اس عالم تمام مخلوقات حتی کہ ملائکہ سے بھی افضل ہین اور آیت ولقد کرمنا بنی آدم سے یہ امر مفہوم ہوتا ہی کیونکہ تمام مفسرین وعلما کا اتفاق ہی اس امر پر کہ مراد آدم سے اس آیت مین ہمارے آدم ہین نہ آدم طبقات باقیہ بلکہ تمام انبیا کہ قرآن پاک مین اُنکا ذکر ہی اُن سے مراد انبیا اسی طبقے کے ہین نہ انبیا طبقات باقیہ کے اور حدیث صحیح مین وارد ہی انا سید ولد آدم ولا فخر اور دوسری حدیث مین وارد ہی انا اکرم الاولین والآخرین اب یہان سے دو مقدمے ممہد ہوے اول یہ کہ ہمارے خاتم الانبیا تمام اولاد آدم سے افضل ہین دوسرے یہ کہ اولاد آدم اس عالم کے تمام مخلوقات سے افضل ہی بعد ترکیب ان دونون مقدمون کے نتیجہ نکلا ہمارے خاتم الانبیا افضل ہین تمام مخلوقات سے پس مماثلت خاتم الانبیا طبقات باقیہ کے ساتھ ہمارے خاتم الانبیا کے کیسے ثابت ہوگی علاوہ یہ کہ مماثلت مین یا ہیئت واتحاد قسم ضرور ہی اسیواسطے انسان انسان کے مماثل کہلاتا ہی اور انسان جن یا فرشتے کے مماثل نہین کہلاتا اور عبارت بدائع الدہور وغیرہ سے جو سابقا منقول ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہین ہین اور یہ امر نصوص قطعیہ سے ثابت ہی

کہ نبی ہر قوم کا اُسی قوم کی صنف سے ہوتا ہی تا ہمت اُسکے ساتھ ارتباط پیدا کرے اور اُسکی متابعت کرے اسیواسطے
بنی آدم پر کوئی نبی از قسم جن یا از قسم ملائکہ مبعوث نہین ہوا پس ضرور ہی کہ انبیاے مخلوقات طبقات باقیہ کے
ہم انھین کی صنف سے اور انھین کی جنس سے ہونگے اور ہمارے خاتم الانبیا ہمارے جنس سے ہین پس دونون خاتم مین مماثلت
کہ عبارت ہی اتحاد صنف و صفات سے کیونکر ہو گی ہان اسقدر مین دونون شریک ہین کہ ہمارے نبی خاتم انبیا
اِس طبقے کے ہوئے اور طبقات باقیہ کے خاتم اپنے اپنے طبقات کے خاتم ہوئے لیکن مجرد اِس شرکت سے مماثلت کا
اطلاق درست نہین الحاصل حدیث مذکور صحیح ہی اور عقیدہ موجود ہونے امثال خاتم الانبیا افضل مخلوق اللہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم کا باطل ہی اور اِس حدیث سے ہرگز ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ عدم مماثلت اِس سے ثابت ہی مقام
افسوس و تعجب ہی کہ از زمان وجود نبوی تا این جزو زمان مدت قریب تیرہ سو کی گذری اور اِس مدت مین صد ہا
فقہا و محدثین اور ہزار ہا علما و صحابہ و تابعین کی نظر سے حدیث مذکور گذری مگر کسی کے خیال مبارک مین موجود
ہونا امثال نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا نہ آیا آیا تو اِس صاحب عقیدہ کے خاطر عاطر مین آیا انا للہ
وانا الیہ راجعون لقد صدق رسولنا صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم بدأ الدین غریبا و
سیعود غریبا نازم برین عقل و دانش اگر شیوع جہل کی یہی کیفیت رہی تو دیکھا چاہیے کہ کیسے کیسے عقائد
فاسدہ احادیث صحیح سے افہام ناقصہ مستنبط کرینگے اور کیا کیا فساد اِس عالم مین برپا کرینگے انتہی انصاف
کی عینک آنکھ پر رکھ کے اس تقریر کو ابتدا سے انتہا تک ملاحظہ فرمایئے اسمین مماثلت خاتم الانبیا کی نفی ہی
یا اثبات اگر یہ اثبات ہی تو پھر یہ ارشاد ہو کہ نفی کسکا نام ہی نفی و اثبات ایسے معارض جملے ہین جو ایک دوسرے
سے ممتاز ہین مفتی نے اپنی پوری قوت نفی مماثلت مین ایسی صرف کی ہی جسطرح کوئی پہلوان کسی اکھاڑے مین
زور آزمائی کرکے پسینے پسینے ہو جاتا ہی آخر مین مفتی نے ایسے لوگون کے حال پر نہایت افسوس ظاہر کیا ہی جو لوگ
اس حدیث سے شبہے کی دلدل مین پھنس گئے ہین جناب مولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی قاضی و مفتی مولانا محمد سعد اللہ
صاحب لکھنوی مولوی انور علی صاحب لکھنوی نے جنکی جلالت کا ڈنکا تمام ہندوستان مین بج رہا ہی اس
فتوی کی تصحیح بڑی دھوم دھام سے کی مولوی محمد ابراہیم و مولوی محمد لطف اللہ صاحب بھی نامی عالم ہین جنکی
تصحیح اِس فتوے پر موجود ہی اگر مولوی عبدالحی صاحب اس فتوے کی تحریر سے فاسد العقیدہ قرار پائے تو یہ نامی علما
اُس سے بچ نہین سکتے

تنہا نہ گذشتہ ام من از دین	این گونہ بہ عشق اکثر آمد

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کا
بھی یہی مسلک ہی معترض اپنے خیالی اعتراض کے ذریعے سے جو چاہین کھچڑی پکایا کرین اگر یہ نامی علما فاسد العقیدہ

ٹھیرے توکیا دنیا مین اگر ایمان دار ہین تو صرف جناب معترض اس شوخی و جرأت کا کچہ ٹھکانا ہی ہے

باین شوخی کہ دستِ نازنینا بانہ می آید		ہمان نام خدا طفل ہے منی ادست می انم	

اس مقام پر بھی کہا جائیگا کہ قصور معاف ان علما کا کہنا سب صحیح ہی جو کچہ قصور ہی تمھاری فہم کا جو کچہ کجی ہی وہ تمھاری راے مین ہی ان علما کا دامن فساد عقیدت سے بالکل پاک [illegible] ہی ایسے مفتریات سے نیکنامی کا افق غبار تیرہ و تار ہوجاتا ہی اور کلنگ کا ٹیکا ایسا لگ جاتا ہی جو مٹائے نہین مٹتا یہ کشتی منجدھار مین ایسی ڈوبتی ہی جو تحت الثری کو پہونچ جاتی ہی تنکی کا بھی سہارا نہین ملتا

چون تو کا فرندیدہ ام بخدا		ہیچکس این چنین جفا نکند	

دنیا مین ابھی ہزارون لاکھون فہمی علم پرکھنے والے موجود ہین عبارت نامے صحیحین کے دیکھو مولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی تحریر فرماتے ہین واقعی موجود ہونا امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم مین بمعنی مذکور کے باطل ہی اور یہ عقیدہ خلاف اہل سنت جماعت کے ہی اور دلیل ہین جو حدیث پیش کرتا ہی بحسب قول حاکم کے صحیح ہی لیکن اس سے یہ عقیدہ ثابت نہین انتہی مولانا مفتی محمد سعد اللہ مرحوم لکھتے ہین للہ در المجیب حیث اتی بجوابٍ رائقٍ عجیبٍ فی الواقع در تشبیہ مشارکت مشبہ و مشبہ بہ در نفس وجہ می باشد نہ در امور دیگر مثلا در زید کالاسد مشارکت در شجاعت ست پس از ان مماثلت زید و اسد در ذات و صفات دیگر لازم نمی آید فھکذا فیما نحن فیہ انتہی مولوی انور علی صاحب مرحوم تحریر فرماتے ہین یہ جواب مشتمل ہی اوپر غایت تحقیق اور توضیح او تفصیل مفید کے فسلمہ اللہ تعالی وابقاہ اور فی الواقع غرض کاف سے بیچ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بنبی کنبیکم فقط توضیح اور تبیین ہی نہ مماثلت بیچ جمیع صفات کمالیہ مختصہ بذات شریف کی کیونکر اور حال آنکہ یہ مخالف ہی اکثر احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتے ہین اوپر اختصاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان صفات کی اور بھی اگر خاتم الانبیاء ہر ہر طبقے کا ساتھ جمیع صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متصف ہو تو منجملہ ان صفات کے آپکی ایک صفت یہ ہی کہ آپ طبقۂ فوقانی کے خاتم الانبیا ہین پس چاہیے کہ وہ بھی اسی طبقۂ فوقانی کے خاتم الانبیا ہون ھذا باطل قطعا اور تفسیر نیشاپوری سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بعضون کے نزدیک طبقات سبع زمین کی ثابت نہین ہین تو خواہ مخواہ حدیث مذکور نزدیک ان لوگون کے مؤول ہوگی مگر قول بوجود طبقات ہفت گانہ زمین کی اور موجود ہونے خلائق کے بیچ ہر طبقے اور آدم اور نوح اور ابراہیم وغیرہم کی سوق آیت و حدیث صحیح سے اظہر ہی اور جواب مجیب سلمہ اللہ تعالی واسطے اسکے شافی اور کافی ہی انتہی ملخصا معترض نے جو اس فتوے پر بہتان باندھا ہی اس اعتراض مین اسکے گھر کا بلیتھن بھی نہین لگا ہی مولانا مرحوم کی حیات مین بعض اشخاص نے اعتراض کیا تھا جسکا جواب مولانا نے رسالہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس مین جو مشہور رسالہ ہی نہایت بسط سے ادا فرمایا ہی اسکے بعد مولانا نے رسالہ زجر الناس علی منکر اثر

مولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی اور مفتی محمد سعد اللہ صاحب اور مولوی انور علی صاحب کی تحقیق

ابن عباس تحریر فرمایا اس رسالے مین بھی اس اعتراض کے پرخچے اڑا دیے ہین یہ رسالہ بھی شائع ہو چکا ہی جو اعتراض کئی مرتبہ حل کیا گیا ہی پھر اُسکا پیش کرنا جہالت ہی البتہ اگر وہ بعلمی ہوتا تو اُسکا مقتضی یہ تھا کہ دافع الوسواس پر اُن کے مستحکم دلائل اٹھائے جاتے ہے

نمی زیبد ترا ای شوخ بی پروائی زیبد	ترا ای جان جان از عالم استغنائی زیبد

دافع الوسواس مین ہی نسبت کرنا نفی شمول دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہ نسبت اہل دیگر طبقات کی طرف جواب فقیر کے افترا بحت ہی کیونکہ اُس مین یہ مضمون نہین ہی ملخص جواب سابق کا اسیقدر ہی کہ اثر مذکور صحیح ہی اور اُس سے طبقات باقیہ مین سلسلہ آدم و خواتم کا ہونا ثابت ہی لیکن وہ خواتم مثل ہمارے خاتم کے نہین ہین اس سے یہ کہان ثابت ہوا کہ ہمارے خاتم کی خاتمیت مختص ساتھ اس طبقے کے ہی اور چونکہ اثر ابن عباس سے وجود سلاسل نبوت ہر طبقے مین ثابت ہی اور ہر سلسلے کے واسطے ایک آخر ضرور ہی بنا بر علیہ مین نے خواتم کا اطلاق کیا بمعنی خواتم اضافیہ کے نہ بمعنی اسکے کہ بعثت نبویہ ساتھ اسی طبقے کے خاص ہی اور نہ ہر ہر طبقے مین وہان کے آخر الانبیا کی نبوت مستقلہ ہو کیونکہ یہ امر کسی دلیل سے ثابت نہین اور میری راے اسطرف ہرگز مائل نہین جو میری طرف اس امر کو نسبت کرے وہ مفتری ہی انتہی پھر اُسی رسالے مین فرماتے ہین مخفی نرہے کہ اس اثر ابن عباس ہین علما کے تین مسلک ہین مسلک اول یہ ہی کہ اثر مذکور سے غرض اثبات عالم مثال ہی جو برزخ ہی درمیان عالم غیب و عالم شہادت کے اور یہی مسلک صوفیہ کا ہی چنانچہ قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی نے اپنی کتاب الخمیس فی احوال النفس نفیس مین لکھا ہی دوسرا مسلک تاویل باین طور کہ ہر طبقے مین ایک ایک مقتدا و ہادی تھا کہ ایک ایک نبی اس طبقے سے احکام کو لے کے اپنی اپنی قوم پر پہنچاتا تھا اور وہ ہادی اس طبقے کے نبی کے نام کے ساتھ مسمی تھا مثلاً حضرت آدم کے عہد مین ایک ہادی ہر ہر طبقے مین تھا کہ آدم سے وہ احکام ماخوذ کر کے اپنے طائفے کو سناتا تھا اور وہ مسمی باسم آدم تھا اور یہی مراد آدم کادمکم سے ہی علی ہذا القیاس ابراهیم کابراهیمکم و عیسے کعیسکم و نبی کنبیکم اور اس مسلک کو اختیار کیا ہی قسطلانی نے اور سیوطی اور زرقانی نے مگر کسی نے اسکے ساتھ جزم نہین کیا بلکہ بطور احتمال مجرد کے اور عبارات تزئیف کے بیان کیا چنانچہ قسطلانی نے یحتمل کی لفظ سے تعبیر کیا اور سیوطی نے بلفظ یمکن ان یؤول ذکر کیا تیسرا مسلک تحقیق وہ یہ کہ ہر طبقے مین وہان کے سکان پر انبیا مبعوث ہوئے اور وہ رسل من جانب اللہ جل جلالہ تھے مثل انبیا اس طبقے کے نہ یہ کہ فقط سفیر ہون درمیان یہان کے رسل کے اور وہان کے سکان کے اور اُسی کو اختیار کیا ہی قاضی بدر الدین شبلی حنفی نے آکام المرجان فی احکام الجان مین انتہی ملخصاً جب یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ انتساب افترائے محض ہی تو یہ جاننا چاہیے

کہ خاتم کی دو قسم ہین حقیقی و اضافی خاتم حقیقی اُسے کہتے ہین جسکے بعد کوئی خاتم نہو خاتم اضافی اُسے کہتے ہین جو
بہ نسبت بعض کے خاتم ہو نہ بہ نسبت بعض کے جو لوگ اثر ابن عباس کو صحیح خیال کرتے ہین انپر لازم ہی کہ وہ خاتم
اضافی کا ارادہ کرین نہین تو یہ اثر خلاف عقیدہ اہل سنت ہو جائیگی دافع الوسواس مین ہی پس بسبب ان وجوہ
کے ہم کہتے ہین کہ آخر سلاسل باقیہ صاحب شرع جدید بعد عصر خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہو سکتا ورنہ
خاتمیت باقی نہ رہیگی پس یا قبل عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ہوا ہوگا یا ہم عصر بر تقدیر اول آنحضرت
کے خاتم حقیقی ہونے مین کسیطرح کا شبہہ نہین ہی اور بر تقدیر ثانی احتمال اس امر کا کہ دعوت اسلام خاص ساتھ
اس طبقے کے ہو اور ختم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مخصوص ساتھ اس طبقے کے انبیا کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ
مین وہان کے نبی کی دعوت ہو قائم ہی لیکن صحیح یہ ہی کہ بعثت محمدیہ تمام مکلفین کو شامل ہی بدون تخصیص زمان
یا سکان کے کیونکہ طبقات تحتانیہ کے سکان جو ہم عصر ہمارے خاتم انبیا کے ہوئے وہ مکلف و ممیز تھے یا نہ تھے
اگر مکلف نہ تھے تو انپر کسی نبی کے بعثت کی حاجت نہین اگر مکلف تھے تو ضرور بعثت نبویہ مین داخل ہونگے جیسا کہ
لفظ عالمین اور خلق کا اقتضا ہی اور تخصیص اُسکے ساتھ خلق اور سکان اس طبقے کے اگرچہ فی نفسہ ممکن ہی لیکن بغیر قیام
کسی دلیل قطعی آخر کے کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبویہ پر ساتھ اس طبقے کے جرأت تخصیص پر نہین ہو سکتے پس
بر تقدیر اتحاد عصر اس امر کا اعتقاد رکھنا چاہیے کہ وہ آخر سلاسل تحتانیہ ہمارے خاتم کے متبع ہونگے اور اپنے سکان
کے نسبت رسول اور مکمل قصر نبوت ہونگے پس خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر تقدیر پر حقیقی ہوگا اور دعوت
آپ کی عام ہوگی اور ختم ہر آخر سلاسل تحتانیہ اضافی ہوگا بنسبت اپنے اپنے طبقے کے نہ بنسبت جملہ طبقات کے الحاصل
مقصود نبی کنبیکم سے تشبیہ آخر ایک ایک طبقے کو ساتھ خاتم جملہ طبقات کے مجرد ختم مین ہی نہ ختم حقیقی مین اور نہ
مماثلت صفات مختصہ کمالیہ مین انتہی جو شخص اسکو ڈھکوسلا سمجھتا ہی تو اُسپر لازم ہی کہ بر تقدیر تسلیم اس اثر کے خاتم کی لیے
کوئی ایسی تاویل کا نشتر غمزہ دکھائے جسکا اثر ختم رسالت پر نہ پڑے ع

فکر تو بہ مشکلات ہر علم رسید
چشم تو گرفتار سپید ست و سیاہ
اے مولوی مدرسہ گفت و شنید
می دیدی کاش آنچہ می باید دید

سچ تو یہ ہی کہ اس سے عمدہ کوئی توجیہ نہین ہو سکتی اس ارض کی اہل شرع اہل کشف اہل فلسفہ سب قائل ہین مگر ہر مسلک مین
اپنی تحقیق و روایت و دلیل سے ایک ایک نئے نئے حالات بیان کیے جاتے ہین احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہی کہ زمین کے
سات طبقات ہین جیسے آسمان کے ہر طبقے مین پانسو برس کی منزل ہی حق تعالی جل جلالہ فرماتا ہی اللہ الذی
خلق سبع سمٰوات ومن الارض مثلهن اور ہر زمین کے طبقے مین عالم آباد ہی بعضون نے اسکی تفصیل کو ضد کے

علم پر چھوڑ دیا ہی جیسے شہاب خفاجی حواشی تفسیر بیضاوی مین سید شریف جرجانی شرح مواقف مین او ر ابن ابی جمرہ
شرح مختصر صحیح بخاری مین بعض کہتے ہین کہ طبقات تحتانیہ مین جن رہتے ہین چنانچہ بعض اخبار سے یہ بات ظاہر ہی
یہ مسلک شبلی و زرقانی و حلبی و قسطلانی کا ہی بعضون کا قول یہ ہی کہ ہر ہر طبقے مین ایک ایک قسم کی خلقت ہی
وہب بن منبہ کہتے ہین کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا اُسوقت ایک طبقہ تھی پھر اُسکو پھاڑ کے سات
طبقے بنائے آسمان مین بھی اسی قسم کی کارروائی ہوئی اور ہر طبقے طبقے مین زمین کے پانسو برس کی منزل کا
بُعد قرار دیا پہلے طبقے کا نام اُدیم ہی دوسرے کا نام بسیط تیسرے کا ثقیل چوتھے کا بطیحہ پانچوین کا ہینن چھٹے کا
ماسکہ ساتوین کا ثریٰ طبقہ ثانیہ مین جو امت رہتی ہی اُسکا نام بمتس ہی یہ اپنا گوشت کھاتے ہین اور اپنا خون
پیتے ہین تیسرے طبقے مین ایسی امت ہی جنکا چہرہ آدمی کا سا ہی اور اُنکے منہ کتے کے سے اور ہاتھ بھی اُنکے آدمی کے
سے ہین اور اُنکے پاؤن بیل کے سے ہین اُنکے بدن پر بکری کی طرح سے بال ہین یہی اُنکے کپڑے کے قائم مقام ہین چوتھے
طبقے کی امت کا نام حلہام ہی نہ اُنکی آنکھ ہی نہ اُنکے پاؤن البتہ اُنکے بازو ہین پانچوین طبقے مین جو امت ہی وہ مثل
اونٹ کے ہی اُنکی بڑی بڑی دُم ہی ہر دُم تین سو گز کے برابر ہی چھٹے طبقے مین جو امت ہی اُنکا نام حشوم ہی یہ کالی
لوگ ہین اُنکے چنگل مثل درندے جانور کے ہین ساتوین زمین مین شیطان اور اُنکا گروہ ہی ارباب کشف عالم مثالی
روحانی کے قائل ہین یہ جوہر جسمانی کے ساتھ اس امر مین مشابہ ہی کہ محسوس مقداری ہی اور جوہر مجرد عقلی کے ساتھ
اِس امر مین مشابہ ہی کہ نورانی ہی غرض عالم مثالی نہ جسم مرکب مادی ہی نہ جوہر مجرد عقلی ہی بلکہ یہ ان دونون مین حد فاصل ہی
اور یہ بات ظاہر ہی کہ جو چیز دو چیزون مین برزخ ہو اُسکے لیے یہ ضرور ہی کہ ان دو چیزون کے غیر ہو البتہ اس مین
دو جہتین ہونی چاہیین جن سے اُسکو اُن دونون کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہو شیخ محی الدین بن عربی نے
فتوحات مکیہ مین اسکی کیفیت نہایت تفصیل سے لکھی ہی اُسکا مختصر یہ ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام
کو مٹی کے خمیر سے پیدا کیا اس خمیر سے جو کچھ بچ رہا اُس سے خرمے کا درخت بنایا اس وجہ سے نخلہ کو پھوپھی کہتے ہین
مگر اسکے بعد بھی اس خمیر سے تل کے برابر بچ رہا دستور یہ ہی کہ صناع جب کسی چیز بنانے کے لیے خمیر طیار کرتے ہین تو
اُس چیز کے بنانے کے بعد کچھ مادہ خمیر کا بچ رہتا ہی تو اُس سے کوئی چھوٹی چیز بناتے ہین جب اُس سے بھی کچھ کھرچن
بچ رہتی ہی تو کوئی تیسری چیز بنا لیتے ہین تاکہ خمیر کا کوئی جزو ضائع نہو مثلاً جب روٹی پکاتے ہین اور خمیر
بچ رہتا ہی تو ایک کلچہ پکا لیتے ہین پھر کٹھرے کی کھرچن سے ایک چھوٹی سی ٹکری لگا کے لڑکونکے ہاتھ مین دیتے ہین
خداوند عالم نے اپنی صنعت کو دکھایا کہ اُس جزو خمیر کو پھیلا کے ایسی زمین بنائی جسکی فضا نہایت درجے کو

عالم مثال کی تعریف اور اسکا حال

وسیع ہی اور پھر اسکے لیے عرش و کرسی اور سات طبق آسمان و زمین کے اور طبقات بہشت و دوزخ کے پیدا کیے اور اسمین
ایسے عجائب و غرائب پیدا کیے جو انسان کی سمجھ مین آ نہین سکتے اسکے دیکھنے سے خدا کی قدرت و عظمت نظر آتی ہی
اس زمین مین جہان بہت سی چیزین پیدا کی گئی ہین ایسی چیزین بھی ہین جنکے استحالے پر دلیل عقلی قائم ہی یہ زمین
اولیاء اللہ کی پاکیزہ نظرون کی سیرگاہ ہی اس زمین مین اللہ تعالی نے منجملہ عوالم کے ایک عالم ایسا پیدا کیا ہی
جو ہماری صورت پر ہی جب اسکو عارف دیکھتے ہین تو اپنی ذات کو اسمین مشاہدہ کرتے ہین حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ وہ کعبہ مکرمہ کی نسبت فرماتے ہین وانہا بیت واحد من اربعة عشر بیتا
وان فی کل ارض من السبع الارضین خلقا مثلنا حتی ان فیہم ابن عباس مثلی یہ روایت اہل
کشف کے نزدیک صحیح ہی اس زمین کے خواص سے یہ ہی کہ دنیا مین عارفین پر جو تجلیات وارد ہوتے ہین وہ سب
اسی زمین کا پرتو ہی اسی طور سے عالم سموات و کرسی و عالم عرش پر جب تجلی واقع ہوتی ہی تو یہیں سے اس زمین مین بہت سے
باغ و بہشت و حیوانات و معدنیات ہین جنکو اللہ ہی جانتا ہی اور جو چیزین اسمین ہین وہ سب مثل دنیا کی چیزون کے
زندہ ہین مگر انپر فنا اور زوال طاری نہین ہوتا یہ زمین اجسام خاکی بشری سے بالکل خالی ہی اس زمین مین
یا خاص وہ عالم ہین جو ایسی زمین کے ہین کسی دوسری زمین مین انکا وجود نہین پایا جاتا ہمارے عالم ارواح مین
جو اس زمین کی خاصیت سے وہان پہنچتے ہین عرفا کے وہان رسائی کی یہ صورت ہی کہ یہ اپنے اجسام کو عالم دنیا مین
چھوڑ دیتے ہین صرف انکی روح وہان صعود کرتی ہی اس زمین مین عجیب عجیب طرح کی صورتین نئی نئی قسم کی شکلین ہین
جو ایسی گلیون کے منہ پر کھڑے ہوتے ہین جو عالم دنیا کی طرف ہین ان مین آسمان و دوزخ و بہشت سب اسمین آ گئے جب کوئی
عارف عالم ارضین کا انسان ہو یا جن یا فرشتہ یا اہل جنت اسمین داخل ہونا چاہتا ہی تو وہ اپنی شکل کو چھوڑ کے وہان
جاتا ہی جب اس گلی کے منہ پر پہونچتا ہی جو عالم دنیا کی طرف ہی تو وہ اس قسم کی صورتون کو وہان کھڑا ہوا پاتا ہی
خداوند کریم نے انکو اسی کام کے لیے بنایا ہی پھر انہین سے ایک صورت اسکی طرف آتی ہی اور اسکو ایک کپڑا پہناتی ہی
جو اسکے مقام کے مناسب ہوتا ہی پھر اسکا ہاتھ تھام کے اس زمین مین لیجاتی ہی جہان جہان مناسب ہوتا ہی خدا کی
مصنوعات دیکھکر وہ شخص عبرت پیدا کرتا ہی جب وہ کسی پتھر یا درخت یا ڈھیلے وغیرہ سے کوئی بات کرنا چاہتا ہی تو وہ
اس شخص سے ایسی باتین کرتا ہی جسطرح آدمی آپسمین بات چیت کرتے ہین یہانکے لوگونکی لغتین مختلف ہین اس
زمین کی خاصیت سے یہ ہی کہ جو شخص یہان آتا ہی یہان کی تمام زبان کے سمجھنے پر قادر ہو جاتا ہی غرض جب اس شخص کی
طبیعت وہانکی سیر سے بھر جاتی ہی تو لوٹتے وقت انکا رفیق اس گلی کے منہ تک آتا ہی اور اس جامے کو جسکو اسنے

پنھایا تھا واپس لیتا ہی پھر وہاں سے اُسکو رخصت کر دیتا ہی اس سیر سے اُس شخص کو بڑے بڑے علوم حاصل
ہوتے ہین اور معرفت اللہ کی بہت کچھ ترقی کرتی ہی اس زمین کی برکت سے جیسے آدمی کی عقل تیز ہوتی ہی
کہ کسی دوسری چیز سے کسیطرح اسکے پاسنگ بھی تیزی حاصل نہین ہوتی بعض عارفین کہتے ہین کہ جب مین اُس
زمین مین پہونچا تو وہان ایک زمین دیکھی جو بالکل مشک کی تھی اُسکی خوشبو ایسی تیز تھی کہ اگر دنیا مین کوئی
شخص اُسکو سونگھے تو تاب نہ لاسکے اور فوراً مر جائے یہ خوشبو دور دور تک جاتی تھی پھر مین ایسی زمین پر
گذرا جو سرخ سونے کی تھی مگر یہ سونا نرم تھا اسکے درخت سونے کے تھے جنکے پھل بھی سونے کے تھے اگر کوئی
شخص اُسکا سیب یا کوئی دوسرا پھل توڑ کر کھائے تو ہمین ایسی لذت اور خوشبو پائے جسکی تعریف نہین ہوسکتی
جب جنت کے میوے ایسے نہین ہوتے تو دنیا کے میوے کو کون پوچھتا ہی جسم تو اُسکا سونے کا مگر شکل وصورت
دنیا کے درختون کے پھلون کی سی ان میوجات کے مزے ایک طرح کے نہین ہوتے بلکہ قسم قسم کے ہوتے ہین
ان میوجات پر ایسے عمدہ عمدہ نقش ونگار ہوتے ہین جو آدمی کے خیال سے باہر ہین بڑی تعجب کی بات یہ ہی
کہ مین نے اُسکے پھل ایسے بڑے بڑے دیکھے کہ اگر ایک سیب آسمان و زمین کے بیچ مین رکھ دیا جائے تو کوئی شخص آسمان کو
نہ دیکھ سکے اور اگر یہی پھل زمین پر رکھدیا جائے تو ساری زمین ڈھپ جائے بلکہ زمین سے بھی اُسکا طول عرض بہت کچھ
بڑھا ہوا نظر آئے طرفہ یہ ہی کہ اگر کوئی شخص ہاتھ بڑھا کر اُسکو توڑے تو ہاتھ مین آجاتا ہی اسکی لطافت ہوا سے
کہین بڑھی ہوتی ہی وہان کے زمانے بھی مختلف ہین یہانکا ایک دن وہانکے کئی سال کے برابر ہی پھر وہ کہتے ہین
کہ مین سفید چاندی کی زمین مین داخل ہوا یہان کے درخت یہان کی نہرین یہان کے پھل چاندی کے تھے اور تمام
لوگون کے جسم چاندی کے تھے اسی طور پر ہر زمین درخت پھل نہر دریا وہانکی خلقت اسی جنس کی ہوتی ہی جس جنس
کی وہ زمین ہی مگر کھانے سے خوشبو و مزا اُسی پھل کا پایا جاتا ہی جیسے دنیا کے پھل ہوتے ہین البتہ ایسے بامزہ
ہوتے ہین جسکی تعریف نہین ہوسکتی پھر مین سفید کافور کی زمین مین داخل ہوا اس زمین مین بعض جگہ ایسی
گرمی پائی گئی جسکی حدت آگ سے بھی زیادہ تھی مگر اُسمین جانے سے آدمی جلتا نہین اور بعض جگہ معتدل
پائی گئی بعض جگہ سرد پائی گئی ایک ایک زمین اسکی ایسی بڑی ہی کہ اگر آسمانون کو اُسمین ڈالدین تو ایسا معلوم
ہو جیسے کسی جنگل مین ایک حوض ان تمام زمینون سے زعفران کی زمین مجھے بہت اچھی معلوم ہوئی یہ زمین میرے
مزاج کے بہت موافق تھی وہان کے علما ایسے نیک نفس نظر آئے کہ سبحان اللہ انکے پاس جانے سے وہ نہایت خوش
ہوتے ہین اور بہت عالی حوصلگی سے ملتے ہین ایک عجیب بات یہ ہی کہ جب کسی پھل کو توڑ کر کھائے اُسی وقت

اسکی جگہ پر اسیطرحکا پھل پیدا ہوجاتا ہی وہانکی عورتین ایسی خوبصورت ہوتی ہین کہ حور کو اُنکے سامنے زیب نہین
جیسے دنیا کی عورتون کی نسبت حور کے ساتھ ہی ویسے حور کی نسبت وہانکی عورتوان کے ساتھ وہانکی عورتونکے
ساتھ جماع کرنے مین آدمی کو ایسی لذت حاصل ہوتی ہی جسکی انتہا نہین وہ عورتین نہایت خلیق ہوتی ہین جو
اُنکے پاس جاتا ہی اُسکے ساتھ نہایت خلق سے پیش آتی ہین ممکن نہین ہی کہ کسی امر مین بداخلاقی اُن سے
ظاہر ہو وہان کے مکانات کی یہ کیفیت ہی کہ بعض تو اُنکے بنائے ہوئے ہین اور بعض دنیا کے مکانونکے مثل ہین
وہان کے دریا آپسمین ملتی نہین یہ بات دیکھی جاتی ہی کہ سونے کے دریا کا منتہا موج مار رہا ہی اُسکے قریب
لوہے کا دریا ہی مگر ایک دوسرے سے نہین ملتا اُسکے پانی کی لطافت وحرکت وسیلان ہوا سے بھی بڑھی ہوئی
ہوتی ہی اور وہ ایسا صاف پانی ہی جسکی تہ کی چیزین نظر آتی ہین اور ایسا خوش گوار جسکی لذت کسی پینے کی
چیز مین پائی نہین جاتی اِس زمین مین زراعت بھی کرتے ہین درخت بھی لگاتے ہین مگر اسمین بھی دنیا کے
طریقے کے خلاف کارروائی ہی وہان درخت اس طور پر پیدا ہوتے ہین جیسے دنیا مین حشرات الارض زمین سے
پیدا ہوتے ہین وہان عورتون سے لڑکے نہین پیدا ہوتے صرف شہوت اور خوشی کے لیے نکاح کیا جاتا ہی
وہان کی سواریان ایسی ہین کہ جب سوار چھوٹی سواری چاہتا ہی تو وہ چھوٹی ہوجاتی ہین اور جب بڑی
سواری چاہتا ہی تو بڑی ہوجاتی ہین اور جب وہ لوگ ایک شہر سے دوسرے شہر کو جانا چاہتے ہین تو وہی
سواریان جنگل و دریا مین کام آتی ہین دوسری سواری کی ضرورت نہین پڑتی دنیا کا یہ حال ہی کہ جنگل
مین گھوڑے پر سوار ہوتے ہین دریا و سمندر مین کشتی و جہاز کے ذریعے سے منزل کو پہونچتی ہین یہ سواریان ایسی
تیز رفتار ہوتی ہین کہ آدمی کی نظر کے برابر پہونچتی ہین یہانکی خلقت حالات مین مختلف ہے بعض لوگون پر
شہوت مین غالب ہین بعض پر خداوند تعالیٰ کی تعظیم غالب ہی یہان رنگ ایسے نظر آئے جو کبھی دنیا مین دیکھے
نہ گئے یہان کانین دیکھین جو سونے سے مشابہ ہین مگر وہ سونا ہی نہ تانبا یہان پتھر ایسے نظر آئے جو
موتی سے شفاف تھے صفائی کی سبب سے نظر اُسمین گھس جاتی ہی بڑی تعجب کی بات یہ ہی کہ شفاف اجسام مین
ایسے رنگ نظر آئے جیسے کثیف اجسام کے رنگ ہوتے ہین یہان کے شہرونکے دروازون پر یاقوت کے گچھے نظر آئے
ہر یاقوت اُسکا پانسو گز سے بڑا دروازے وہانکے بڑے بڑے ہین جنپر اسقدر ہتیار رکھے ہین کہ اگر ربع دنیا کے
تمام بادشاہونکے ہتیار جمع کیے جائین تو اسقدر نہونگے یہان تاریکی و روشنی دونون ہین مگر یہان کی روشنی
آفتاب کی شعاع سے نہین ہوتی لیکن ایک دوسرے کے بعد ہوتی ہی اور اسی سے زمانہ و وقت پہچانا جاتا ہی

یہانکی تاریکی مین چیزین دکھائی دیتی ہین یہانکے لوگ آپسمین لڑتے بھی ہین مگرانمین عداوت وفساد کی نیت
نہین ہوتی جب یہ لوگ دریا کا سفر کرتے ہین تو یہ لوگ پانی مین نہین ڈوبتے بلکہ یہ لوگ دریا پر ایسے چلتے ہین
جیسے انکے جانور چلتے ہین یہانتک کہ کنارے پر پہونچ جاتے ہین اُس زمین مین ایسا سخت زلزلہ ہوتا ہی کہ اگر
دنیا کی زمین مین ایسا زلزلہ ہو تو کوئی شخص نہ بچے وہ کہتے ہین کہ ایکدن مین وہان کے لوگونمین بیٹھا تھا کہ زلزلہ
ہوا وہانکے مکانات مین ایسی جنبش ہوئی کہ اُسپر نظر نہین ٹھہرتی تھی جب زلزلہ وقع ہوا تو ایک گروہ نے آکر ہمارا
ہاتھ مقام کے تعزیت کی اور یہ کہا کہ افسوس ہی کہ تمھاری لڑکی فاطمہ مرگئی انھوننے کہا کہ اُسکو صحیح وسلامت اُسکی
مان کے پاس چھوڑ آیا ہون اُن لوگوننے کہا کہ یہ بات سچ ہی مگر یہانکا دستور یہ ہی کہ جب یہان زلزلہ ہوتا ہی اور
یہان کوئی مسافر وارد ہوتا ہی تو وہ مرجاتا ہی یا اُسکا کوئی عزیز مرجاتا ہی یہ زلزلہ اسوجہ سے ہی کہ تمھاری بیٹی فاطمہ
مرگئی یہ سنکے تھوڑی دیر تک اُن لوگون کے ساتھ بیٹھا رہا جب مین ان لوگونسے رخصت ہوکر چلا تو یہ لوگ گلی کے
دروازے پر آئے اور مجھسے اپنے خلعت لے لی جب اپنے مکان کو پہونچا عبداللہ اپنے رفیق سے ملاقات ہوئی انھوننے
کہا کہ فاطمہ نزع کی حالت مین ہی اُسکے پاس پہونچتے پہونچتے وہ مرگئی اُن دنون چونکہ مین رہتا تھا اسکو مقتلے مین
دفن کیا اُس زمین مین کعبہ بھی ہی جسکے گرد لوگ طواف کرتے ہین اُس کعبے پر لباس نہین ہی اُسکے چار ستون ہین وہ اس
کعبے سے بڑا ہی جو لوگ اُسکا طواف کرتے ہین اُنسے وہ باتین کرتا ہی اُنکے سوال کا جواب دیتا ہی اُنکو علوم سکھاتا ہی
اُس زمین مین مینے ایک مٹی کا دریا دیکھا یہ ایسا بہتا ہی جیسے پانی اور مینے وہان چھوٹے اور بڑے پتھر ایسے دیکھے کہ
ایک ایک کی طرف ایسا کھنچ رہا ہی جیسے لوہا مقناطیس کی طرف پھر سب پتھر آپس مین ایسے مل گئے کہ جبتک کوئی
نہ چھڑائے نہین چھٹ سکتے پھر اُن پتھرونسے مل ملاکے ایک کشتی بن جاتی ہی جو مٹی کے دریا مین بہتی ہی اسپر لوگ
سفر کرتے ہین اُس زمین مین بہت سے شہر ہین جنکا نام مدائن النور ہی اسمین بجز عارفین کاملین کے کوئی نہین جاسکتا
اسمین تیرہ شہر ہین جنکی چھت ایک ہی انکی عمارتین عجیب وغریب ہین اُسکی صورت یہ ہی کہ ایک مقام پر انھوننے
ایک چھوٹا سا شہر بسایا اُسکی فصیل ایسی لمبی چوڑی بنائی کہ اگر آدمی اُسکے گرد پھرنا چاہے تو تین مہینے مین اُس
مسافت کو طی کرسکتا ہی جب وہ شہر بھر گیا تو اُسکے چارون طرف بڑے بڑے برج بنا کر اُسپر ایک شہر کی بنا قائم
کی اب یہ شہر پہلے شہر کا چھت ہوگیا اور اُس سے یہ شہر بڑا ہوگیا جب یہ شہر بھی بس گیا اور آباد ہوگیا تو ویسی طور
برج قائم کرکے اسپر ایک شہر بنایا یہانتک کہ تیرہ شہر تلے اوپر بس گئے تھوڑی مدت کے بعد جو مین گیا تو کیا دیکھتا ہون
کہ اسی طور پر دو شہر اور بھی انپر بسے ہوئے ہین اُس زمین مین بادشاہ بھی ہی ایک بادشاہ کا نام تاقی ہی دیکھا

بڑا اذاکر ہی تمام بیرملک کی طرف کم متوجہ ہی ایک بادشاہ کا نام ذوالعرف ہی یہ تاتی سے چھوٹا ہی بڑا مہربان ہی لیکن
جب غصہ ہوتا ہی تو اُسکا غصہ نہین تھمتا ایک بادشاہ دریا کا ہی اُسکا نام شامخ ہی کسی کی طرف توجہ نہین کرتا
ایک بادشاہ کا نام سابق ہی جب کوئی شخص اُسکے پاس جاتا ہی تو اُسکو اپنی جگہ پر بٹھاتا ہی اور بہت خوشی ظاہر
کرتا ہی اور بدون سوال کے اُسکی حاجت برآری کرتا ہی ایک بادشاہ قائم بامراللہ ہی اسپر خدا کی عظمت ایسی غالب ہی
کہ وہ کسی طرف خبر نہین ہوتا عارفین سے اگر کوئی صاحب اُسکے پاس جاتے ہین تو وہ صرف اُسکی حالت دیکھنے کو
جاتے ہین وہ اپنے سینے پر دونون ہاتھ رکھے ہوئے اپنے دونون پانو پر نظر جمائے ہوئے ذلیل بندی کی طرح
کھڑا رہتا ہی اُسکا بال تک نہین ہلتا اُسکے جسم کے جوڑ مین مطلق حرکت نہین پائی جاتی عارف اس سے
مراقبے کی حالت سیکھتے ہین مین نے ایک بادشاہ کو دیکھا جسکا نام رادع ہی اسکی صورت خوفناک ہی یہ بادشاہ
دائم الفکر ہی جب کسی کو حق کے راستے سے پھرا ہوا دیکھتا ہی تو اُسکو حق کی طرف متوجہ کر دیتا ہی اِس مین مین
بارہ بادشاہ ہین جنکا ذکر نہایت مفصل ہی اِس مین کے لوگ بہت بڑے عارف باللہ ہین جن چیزون کو عقل
محال جانتی ہی مین نے اُنکو یہان ممکن پایا ان اللہ علی کل شیء قدیر جو حدیثین اور آیتین ایسی ہین کہ عقل نے
اُنکو ظاہر پر حمل نہین کیا ہی مین نے اُنکو ظاہر پر محمول پایا اشکال روحانی جیسے فرشتے و جن اور جو صورتین
کہ اُنکو آدمی خواب مین دیکھتا ہی وہ سب اجسام اِس مین سے ہین اُنکے لیے اس مین مین ایک خاص جگہ ہی
اُنکے لیے زمین ہموار ہی جو تمام عالم کی طرف پھیلی ہوئی ہی ہر زمین پر ایک امین ہی وہ امین جب کسی روح
مین استعداد کسی ایسی صورت کی پاتا ہی جو اُسکے قبضے مین ہی تو اُس روح کو اُسی صورت کا کپڑا پہناتا ہی جیسی
صورت دحیہ کے واسطے جبرئیل علیہ السلام کے آنیکا سبب یہ ہی کہ اِس مین کو اللہ تعالی نے برزخ بنایا ہی
اور اِسمین ایسی جگہ بنائی ہی جسمین روحانیات کو لباس پہنایا جاتا ہی اور سوتے وقت یا بعد مرنے کے وہان
نفوس جاتے ہین تو ہم لوگ بھی اس مین کے بعض عالم سے ہوئے اور اِس مین مین ایک رستہ ہی جو جنت مین داخل ہی
اس راستے کا نام سوق ہی انتہی

یہ عالم مثال طلسمی مقام ہی	تسلیم کشف کرتے ہین میرا یہ کام ہی

داؤد قیصری شرح فصوص الحکم مین لکھتے ہین لا بدان تعلم ان کل ماله وجود فی العالم الحسی هو فی
العالم المثالی دون العکس یعنی جو چیز مین عالم حسی مین پائی جاتی ہین وہ عالم مثالی مین ہین یہ ضرور
نہین جو عالم مثالی مین ہی وہ عالم حسی مین بھی پایا جاوے فلسفہ مین یہ مسئلہ مزلۃ الاقدام ہی یہ وہ مسئلہ ہی
جسمین شیخ الرئیس ایسے فیلسوف کا قدم اُکھڑ گیا اور شیخ نے باوجود ایسی جلالت شان کے افلاطون کے مذہب کو

نہ سمجھا اور ایسے اعتراض پیش کیے جو اس صافی مسلک کے کوسون نہین بھٹکتے ہین اس مقام پر جرح و قدح کا ذکر اس وجہ سے
نہین کیا چاہتا کہ یہ مقام اسکا مقتضی نہین ہی افلاطون کا یہ مسلک ہی کہ موجودات کے لیے صور مجردہ ہین عالم الٰہی مین
انکو مثل الٰہیہ بھی کہتے ہین ان صورتون مین کسی قسم کا فساد طاری نہین ہوتا یہ اپنی حالت پر باقی رہتے ہین
البتہ موجودات کائنہ مین فساد طاری ہوتا ہی بعض کا قول ہی کہ مثل افلاطونیہ ایسے موجودات کو کہتے ہین جو عالم
مثال مین معلق ہین قدماے فلاسفہ کا یہ مسلک ہی کہ ایک عالم عقلی مثالی ہی جو قائم مقام عالم حسّی کی ہی جمیع
انواع جوہریہ و عرضیہ مین پھر بعض انہین قدما سے ایسے لوگ ہین جنھون نے اسکا حمل عالم مثالی شبحی مقداری پر
کیا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ اشارہ ہی اُس صورت کی طرف جو اللہ کے علم مین ہی اور اُسکی ذات سے قائم ہی یہی
مسلک مشائین کا مشہور ہی اور قیام صور بنفسہا کی معنی قدما کے نزدیک یہ ہین کہ وہ ذات باری سے قائم ہین
انکی نسبت اپنی ذات کی طرف بالامکان ہی اور اپنے قیوم کی طرف بالوجوب بعضون کا کچھ مسلک ہی بعضون کا کچھ
حکماے فلاسفہ نے عالم مثال کی بہت کچھ تشریح کی ہی عام اس سے کہ اسے مثل افلاطونیہ کہین یا نہ کہین تیسرا افترا
مولویصاحب کا عقیدۂ فاسدہ مخالف تمام اہل اسلام کے یہ ہی کہ تمام مخلوق الٰہی مین اُنکی صنف سے اُنکی طرف انبیا
مبعوث ہوئے ہین بدلیل لکل قوم ھاد اُسی مجموعۃ الفتاوی کے صفحہ ۱۲۶ مین ہی اور قرآن پاک مین ہے
ولکل قوم ھاد یعنی ہر قوم کے واسطے ہادی مبعوث ہوا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر قوم کے واسطے ایک رہنما
مقرر ہوا ہی اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۸ مین ہی اور عبارت بدائع الدہور وغیرہ سے جو سابق منقول ہوئی معلوم
ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کے صنف سے نہین ہین اور یہ امر نصوص قطعیہ سے ثابت ہی کہ
نبی ہر قوم کا اپنی قوم کی صنف سے ہوتا ہی تا امت اُسکے ساتھ ارتباط پیدا کرے اور اُسکی متابعت کرے الخ
ہان فرقۂ حائطیہ وغیرہ فلاسفہ جو ملت اسلام سے خارج ہین وہ البتہ یہ عقیدہ رکھتے ہین اہل سنت و جماعت تو ایسے
عقیدۂ فاسدہ والون کو کافر جانتے ہین شفا کی عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ اس فرقے کی تکفیر اسواسطے
کی گئی ہی کہ بندر سور چارپائے کیڑے وغیرہ کے نبی ہونے سے منصب نبوت کی اہانت و تحقیر ہوتی ہی جو کفر ہی
مگر اس عقیدے مین ایک اور وجہ بھی کفر کی پائی جاتی ہی وہ یہ ہی کہ جب یہ ٹھیرا کہ نبی ہر مخلوق کا اُسکی صنف سے
ہونا چاہیے تا نبی کے ساتھ اسکی امت ارتباط پیدا کرے اس صورت مین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
بھی انسانون کے ساتھ خاص ہو جائیگی اور آپ جنون کے نبی نہونگے کیونکہ آپ انکی صنف سے نہین ہین حالانکہ
یہ عقیدہ صریح کفر ہی اور نصوص قطعیہ کے مخالف و ضروریات دین کے معارض ہی اسوجہ سے کہ ادنی آدمی اہل اسلام

ف تیسرا افترا مولویصاحب نے فرقۂ حائطیہ کا عقیدہ اختیار کیا ہی اور کہتے ہین کہ ہر قوم کے لیے نبی جدا ہین

کا بھی جانتا ہی کہ آپ رسول الثقلین ہین اور آپ کی نبوت جن و انس دونون کو شامل ہی اور لکل قوم ھاد
سے نبی کیسے جان لیا حالانکہ مولوی صاحب کے ترجمے سے اسکے معنی رہنما کے ثابت ہوتے ہین اور رہنما کے واسطے
ضرور نہین ہی کہ وہ نبی ہو بلکہ اگر نبی کی طرف سے وہ ہادی ہوئے تو بھی وہ رہنما ہو جائیگا الغرض یہ عقیدہ
کسی نص سے ثابت نہین ہی بلکہ صریح کفر ہی ہم کہتے ہین فتاوی کی تینون جلدون سے کسی جلد کے صفحہ محولہ
مین یہ عبارت نہین پائی جاتی مگر آدمی حوالہ بھی ایسا غلط دیا جاتا ہی اب تمھین بتاؤ کہ ان صفحات
مین کہان عبارت منقولہ ہی ؎

یارب چہ فتنہ ایست کہ آن شوخ بد مزاج | نا دیدہ جرم عربدہ بنیاد می کند

جاننا چاہیے کہ جہان بہت سے معنی ہاد کے مفسرین نے لکھے ہین اسکے معنی رسول کے بھی لکھے ہین تفسیر کبیر مین ہی
المراد ان الرسول علیہ الصلوۃ والسلام منذر لقومہ مبیّن لھم ولکل قوم من قبلہ
ھاد ومنذر وداع وانہ تعالی سوّی بین الکل فی اظہار المعجزۃ المخصوصۃ پھر اسکے بعد
امام فخر الدین رازی نے انبیاء اللہ کے معجزے بتائے ہین خطیب شربینی تفسیر سراج المنیر مین لکھتے ہین
ولکل قوم ھاد ای نبی یدعوھم الی ربھم بما یعطیہ من الآیات لا بما یقترحون معالم التنزیل
مین ہی ولکل قوم ھاد ای لکل قوم نبی یدعوھم الی اللہ تعالی جب ائمہ مفسرین نے ہاد کی تفسیر نبی
سے کی ہی تو پھر اعتراض کیا رہا اصلی ترجمہ ہادی کا رہنما ہی چونکہ نبی اصلی رہنما ہوتے ہین اسلیے انکو ہادی
کہتے ہین جیسے فارسی مین ان کو رہنما سے تعبیر کرتے ہین فرقہ حائطیہ کے مسلک کے ساتھ جو موافقت کا دعوی
کیا گیا ہی یہ بھی افترائے محض ہی اگر اس کہنے سے کہ ہادی کے معنی نبی کے ہین یہ افترا جما[نہ] گیا ہی تو تمام مفسرین کو
اسمین شریک کیجیے اسلیے کہ عامۂ مفسرین ہاد کی تفسیر نبی سے کرتے ہین ؎

جان من سادہ دلی دوست ز دشمن نشناس | رتبۂ ہادی حریفان بیاز فن نشناس

اگر نبی کہنے کو وادم کا دھکر سے یہ افترا باندھا گیا تو ہم کہتے ہین
کہ یہ نکتہ بعد الوقوع ہی انکی جنس کے نبی ہونے سے یہ فائدہ ہی کہ ارتباط پیدا ہو یہ حکمت آلہی کا مقتضی ہی اگر افترا کی
وجہ یہ ہی کہ طبقات ستہ کے لوگون مین اگر نبی کی بعثت مان لیجاوے تو فرقہ حائطیہ کا مسلک [ہو] ہو جائیگا اور کفر
لازم آئیگا یہ بھی غلط ہی اسلیے کہ جن خلقتون مین نبی کا ہونا تسلیم کیا گیا ہی وہ بندر چھچھوندر سور چیونٹی
کیڑے مکوڑے کی قسم سے نہین ہین ان مخلوقات کا علم خدا ہی پر چھوڑا گیا ہی حائطیہ کا مسلک ملل نحل سے ظاہر
ہوتا ہی کہ ہر نوع انواع حیوانات سے امت ہی اور ہر امت کے لیے رسول کا ہونا چاہیے اسکا نتیجہ یہ ہی کہ ہر نوع انواع
حیوانات کے لیے رسول کا ہونا چاہیے یہ مسلک مولانائے مرحوم کا ہی نہ ان مفسرین کا جنکا ذکر کیا گیا البتہ

مولانای مرحوم اثر ابن عباسؓ کو صحیح کہتے ہین اور زمین کے ہر طبقے مین حسب فحوائے اثر مذکور نبی کے قائل ہین
کہان حائطیہ کا مسلک کہان یہ اثر اگر اس اثر کی تسلیم سے مسلمان حائطی ہوجاتا ہی تو حضرت ابن عباس
جلیل صحابی کی نسبت آپ کا خیال قابل نفرت ہی اس اثر کو اجلہ مفسرین و حفاظ محدثین تسلیم کرتے آتے ہین
تو کیا یہ سب ائمہ حائطی ہوجائینگے اصل تو یہ ہی کہ مولانای مرحوم پر بظاہر طعن ہی مگر اسکو صحابی و مفسرین
ومحدثین کو برا بھلا کہکے دل کا پھپھولا توڑنا تھا نعوذ باللہ منہ **ع** | اگر مسلمانی ازین ست کہ حافظ دارد

وای گر در پئے امروز بود فردائے | **بہت بڑا الزام** یہ سمجھا گیا ہی کہ آپ جنون کے نبی کیونکر ہوئے
اسکا **جواب** ظاہر یہ ہی کہ انسانون کے ساتھ جنات کا میل جول جھگڑے لڑائی ہزارون برس سے چلے
آتے ہین تواریخ قدیم تو دیکھیے دفع وحشت کے لیے اسقدر کافی ہی **چوتھا افترا** مولویصاحب کا عقیدہ
یہ ہی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین یا بعد آپکے کسی نئی نبی کا ہونا منع نہین بلکہ صاحب
شریعت جدیدہ اگر نبی ہو تو البتہ منع ہی چنانچہ دافع الوسواس کے صفحہ ۱۲ سے ظاہر ہوتا ہی حالانکہ یہ
عقیدہ بھی باطل اور تمام سنت وجماعت کے مخالف ہی کیونکہ بقول مولویصاحب اگر اس زمانے مین کوئی دعوی کرے اور
کہے کہ مین نبی ہون مگر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہون جیسے کہ بہت سے انبیا بنی اسرائیل تھے اور کہے کہ میرے
اوپر وحی آتی ہی مگر مجکو اس وحی سے حضور اقدس کی متابعت کا حکم ہوتا ہی جیسا کہ جناب مولوی صاحب انبیا کو تحتانی
زمین مین آنحضرت کے زمانے مین مان کر انکی طرف وحی نازل ہونے کے قائل ہوچکے ہین چنانچہ دافع الوسواس کے صفحہ (۸)
سے ظاہر ہی پس ایسے شخص مدعی نبوت کے تکفیر نہ کرنا چاہیے حالانکہ یہ باطل اور مخالف نص خاتم النبیین کی ہی بلکہ ایسے شخص کو
کافر ہی جاننا چاہیے خواہ وہ نبوت شریعت جدیدہ کا دعوی کرے یا غیر جدیدہ کا دونون صورتون مین وہ شخص کافر ہی
پس یہ عقیدہ بھی مولوی صاحب کا باطل ہی بلکہ کفر ہی اور آیۂ خاتم النبیین مین اپنی طرف سے خاتم الرسل کہنا تحریف ہی اس
شاذ اثر سے جسکو جماہیر علما نے رد کر دیا ہی اللہ جل شانہ نے آنحضرت کو خاتم النبیین فرمایا ہی نہ خاتم الرسل اور نبی جماہیر
اہل سنت وجماعت کے مذہب مین عام ہی رسول سے جو نبی صاحب کتاب یا صاحب شریعت جدیدہ ہو وہ رسول ہی اور جو ایسا نہو
وہ فقط نبی ہی پس مولویصاحب کے نزدیک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہین ہین بلکہ خاتم الرسل ہین
اسلیے یہ عقیدۂ فاسدہ تراش کر حضور اقدس کے زمانے مین یا بعد آپکے نبی جدید کی جواز کے قائل ہوئے ہین جو سنت وجماعت
کے مذہب مین کفر ہی زیادہ تفصیل اس عقیدے کی رد کی رسالہ قول فصیح مین ہی جسکو شوق ہو اسکو دیکھے **ہم کہتے ہین**
مولانا نا قل ہین دافع الوسواس کی پوری عبارت نقل نہین کی گئی اگر پوری عبارت نقل کی جاتی تو اس افترا کو گنجایش

نہوتی دافع الوسواس مین ہی ملا علی قاری رسالہ موضوعات مین زیر حدیث لو عاش ابراهیم لکان نبیا کی لکھتے ہین
ای لو عاش لکان من اتباعہ کعیسے وخضر والیاس فلا ینافض قولہ تعالی خاتم النبیین اذ المعنے
انہ لا یاتی بعدہ نبیٌ ینسخ ملتہ انتہے اور حافظ ابن حجر اصابہ فی احوال الصحابہ مین لکھتے ہین استدل بعضہم
علی موت الخضر بقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی وبسط ابن دحیۃ القول فی ذلک وھو متعقب
بعیسے فانہ نبی قطعا و ثبت انہ ینزل الی الارض فی اٰخر الزمان ویحکم بشریعۃ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فوجب حمل النفی علے انتفاء النبوۃ لکل احد من الناس لا علے نفی وجود نبی قد کان بما قبل
ذلک انتہی جو شخص ناقل ہوتا ہی اُسپر منوع ثلاثہ وارد نہیں ہوتے ہین یاد رہے یہ مولانا مرحوم کی تکفیر نہیں ہی بلکہ
ملا علی قاری وابن حجر کی ہی دماغ پھر گیا ہی عموماً علما کی تکفیر کی جاتی ہی ملا علی قاری نے خاتم النبیین کے معنی
خاتم المرسلین کے لکھے ہین پھر یہ اعتراض بھی ملا علی قاری پر ہی مولانا کی تحریف نہیں ہی تحریف کی نسبت تم ملا علی قاری کی
طرف کر رہے ہو عقل کے ناخن لو اگر اسکا انکار کیا جائیگا تو حضرت عیسی کی نبوت کا انکار لازم آئیگا یا یہ کہنا ہوگا کہ حضرت
عیسیٰ نبی نتھے یا انکا نزول نہوگا یہ صریح عقیدہ اہل سنت وجماعت کے خلاف ہی ؎

افترائے کہ کنی رحمت جان ست ولی
نام سلام مباد از جہان برخیزد

رسالہ قول فصیح یارون کی نظرون کا یا انداز ہی مثل مشہور ہی جھوٹے کی رسّی
دراز ہی وہ تنبیہ سے بھی زیادہ لغویات سے مملو ہی ابتدا سے انتہا تک پوچ ولچر گفتگو ہی گردن نیچ جھکائیے ذرا سر تو اٹھائیے
جس مضمون پر آپکو ناز ہو پیش کیجیے بندہ درگاہ سے جواب دندان شکن سن لیجیے ؎

نہ یون نیچی کیجے گردن کو چلیے
ذرا اونچی کیجے چتون کو چلیے

پانچوان افترا مولویصاحب کا عقیدہ یہ ہی کہ جنون مین بھی انکی صنف سے
انبیا ہوئے ہین دافع الوسواس کے صفحہ ۲۲ مین ہی اور قول ضحاک کا یہ ہی کہ جن مین بھی انبیا ہوئے ہین اور یہی مذہب
ابن حزم وغیرہ کا ہی اور ظاہر قرآن وحدیث بھی اس مذہب کے موافق ہی اور جو تاویل جمہور کرتے ہین بلا ضرورت واقع
ہوتی ہی انتہی یہ عقیدہ بھی باطل اور خلاف اہل سنت وجماعت کے مخالف ہی ہم کہتے ہین اس باب مین بھی مولانا
مرحوم ناقل ہین ناقل پر منوع ثلثہ سے کوئی منع وارد نہین ہوتی عبارت دافع الوسواس کی یہ ہی نسبت اس قول کی طرف
ضحاک کی غلط ہی بلکہ یہ قول ابن عباس ہی جیسا کہ آکام المرجان مین ہی ذکر اسحاق بن بشر فی المبتدأ عن
ابن عباس ان الجن قتلوا نبیًا لہم قبل اٰدم اسمہ یوسف وان اللہ بعث الیہم رسولا وامرہم بطاعتہ
انتہی اور ایک روایت مین ابن عباس سے وارد ہی کہ آیہ ولقد جاءکم یوسف من قبل مین مراد یوسف نبی جن ہین
نہ یوسف بن یعقوب جیسا کہ زرقانی لکھتے ہین قیل بعث اللہ رسولا واحدا من الجن الیہم اسمہ یوسف

پانچوان افترا جنون مین بھی انکی صنف سے انبیا ہوئے ہین

ونقل عن ابن عباس انہ المراد فی قولہ تعالی ولقد جاءکم یوسف انتہی اور علمائے محققین نے اس تفسیر کو شاذ لکھا ہی سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں اشد من ذلک غرابۃ ما حکاہ النقاش والماوردی ان یوسف المذکور فی سورۃ غافر من الجن بعث اللہ رسولا الیھم انتہی اور قول ضحاک کا یہ ہی کہ جنوں میں بھی انبیا ہوتے ہیں اور یہی مذہب ابن حزم وغیرہ کا ہی اور ظاہر قرآن اور احادیث بھی اسی مذہب کے موافق ہیں اور تاویل جو جمہور کرتے ہیں بلا ضرورت واقع ہوتی ہی اور مخالف ہونا قول ضحاک کا نصوص کے باطل ہی کیونکہ خلاف ضحاک کا قبل عصر خاتم الانبیا میں ہی ولیکن عصر خاتم الانبیا میں پس وہ بھی عموم بعثت کے قائل ہیں جیسا کہ مواہب لدنیہ وغیرہ میں مبسوط ہی انتہی فتاوی حدیثیہ ابن حجر مکی ہیثمی میں ہی قال عز بن جماعۃ وھم کالملائکۃ مکلفون من اول الفطرۃ وجمہور الخلف والسلف انہ لم یکن فیھم رسول ولا نبی خلافا للضحاک ومعنی رسول منکم ای من مجموعکم وھم الانس والمراد بھم رسل الرسل ومما یدل لما قالہ الضحاک ما صح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال فی قولہ تعالی ومن الارض مثلھن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وادم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی اس تحریر سے نتیجہ نکلتا ہی کہ جمہور خلف وسلف کا یہ مسلک ہی کہ فرقۂ جن میں جنات سے کوئی نبی یا رسول مبعوث نہوا اسپر یہ شبہہ وارد ہوتا ہی کہ رسول منکم کے کیا معنی ہیں ظاہر آیت سے تو یہی ثابت ہوتا ہی کہ ان میں رسول ہوئے اور چونکہ فرقۂ جن اول فطرت سے مکلف ہیں تو ان میں ان سے رسول ہونا چاہیے اس شبہہ کے جواب میں یہ تاویل کی گئی ہی کہ رسول منکم سے مراد من مجموعکم ہی اسمیں جن وانس دونوں داخل ہیں اور انس میں تو بہت سے رسول گذرے ہیں یا مراد اس سے رسل الرسول ہی یعنی تم سے رسول کے رسول حضرت ابن عباس و ضحاک کا مذہب اسکے خلاف ہی حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جن نے قبل حضرت آدم علیہ السلام کے اپنے نبی کو مار ڈالا تھا اُسکا نام یوسف تھا خداوند کریم نے ان کو جنات کا رسول بنایا تھا اور انکی اطاعت کا حکم دیا تھا لقد جاءکم یوسف من قبل سے حضرت ابن عباس یوسف نبی جن مراد لیتے ہیں نہ یوسف بن یعقوب علمائے محققین نے اس تفسیر کو شاذ لکھا ہی نقاش ماوردی نے اسکی حکایت کی ہی جسکو سیوطی نے اشد غرائب کی طرف منسوب کیا ہی ضحاک اثر ابن عباس سے جنات کے لیے خاص جنات سے نبی کا ہونا ثابت کرتے ہیں ابن حزم کا قول ہی کہ قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قسم انس سے کوئی نبی جن پر مبعوث نہ ہوئے اُن لوگوں کا انذار ہوا تھا اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ انکے انبیا جنات سے تھے چنانچہ آکام المرجان میں ابن حزم کا قول نقل کیا گیا ہی غرض مولانا ے مرحوم ناقل ہیں اگر ضحاک کا

قول موافق قرآن و حدیث کے نہوتا تو بلا ضرورت تاویل کیون کی جاتی ضحاک کا قول ظاہر نصوص کے مخالف تو ہرگز
نہین ہی البتہ اسوقت یہ بات لازم آتی ہی کہ یہ دعوی جو کیا گیا ہی کہ جمہور سلف و خلف کا یہ مسلک ہی اس سے مراد اکثر
افراد جمہور ہین یہ تاویل نص قرآنی کی جو پیش ہوئی ہی کہ متکلم سے مراد مجموع ہی یا رسل ارسول ہی ہین تو سکو ہان
لونگا اور اپنے سر و نیر اور آنکھونپر رکھونگا مگر ضحاک تو اسپر مضحکہ اڑاتے اور ایسی تاویل کب تسلیم کرتے تھین ہو
کہ اسکا جواب کیا دیا جائیگا یہ تاویل اس سے قریب الفہم نہین ہی جسکی تسلیم پر مخالف مجبور کیا جاتا مذہب ضحاک کے ابطال کیلئے کوئی
تو دلیل پیش کرنی چاہیے | آفتابی بباید تجسم سوز | بچراغی شبت نہ گردد روز | آن عقائد افترا یہ خمسہ کے بعد
صاحب رسالہ لکھتا ہی یہ پانچ عقیدے مولوی صاحب کے جو انکی کتابون مین موجود ہین اور کسی کتاب مین کتب
عقائد سے انکا نشان نہین ہی ہم کہتے ہین کہ ہمنے اس بات کو ثابت کر دیا کہ یہ سب لا نامی مرحوم پر افترا ہی پھر
ہم اسبات کے ذمہ دار نہین ہین کہ افترا آت کو کتب عقائد سے ثابت کرین یا انکا نشان دین اس قسم کے وہمی افترا آت
عموما کتب عقائد مین نہین ہین مگر اس سے کسی شخص پر الزام قائم نہین ہو سکتا جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے کہ یہ
عقیدہ باطل فلان شخص کا ہی | کیا کہیے انکی بے ذہنی خود جواب ہی | ناحق کو حوصلہ ہی ہتون سے سوال کا
چھٹا افترا جمعے کے لیے انکے نزدیک کوئی شرط نہین ہی جیسے اور پنجوقتہ نمازین فرض ہین ایسا ہی جمعہ بغیر
شروط کے فرض ہی جس جگہ چاہے پڑھے فقط دو خطبے اسمین زائد شرط ہین سو بس انکے مجموعۃ الفتاوی کی صفحہ ۸
مین ہی نماز جمعہ مثل نماز پنجگانہ کے فرض ہی جو شرطین ان مین ہین وہ اس مین فقط دو خطبون کی زیادتی ہی شہر
ہو یا دیہات ہر جگہ بلا شرط شہر و بادشاہ یا نائب کے بغیر کراہت صحیح ہی انتہی یہ مسئلہ مولویصاحب کا چارون مذہب کے
مخالف ہی اسوجہ سے کہ امام ابو حنیفہ رح و امام مالک رح کے نزدیک سلطان شرط ہی جیسا کہ میزان شعرانی کے
صفحہ ۲۲۳ سے ظاہر ہی اور ایسا ہی امام احمد بن حنبل رح کے نزدیک بھی سلطان شرط ہی چنانچہ کتب حنابلہ مین ہی
اور امام شافعی رح کے نزدیک چالیس آدمی مع امام اور ایک روایت مین چالیس آدمی سوا امام کے شرط ہین
جیسا کہ کتب شافعیہ مین یہ موجود ہی پس یہ کہنا کہ جمعہ شروط مین پنجگانہ نماز کے مثل ہی فقط دو خطبون کی
زیادتی ہی باطل اور مخالف ایمۂ اربعہ کے ہی اگر کوئی کہے کہ یہ مسئلہ تو عبد العزیز اور نذیر حسین غیر مقلد کا ہی
مولویصاحب کا نہین ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ آخر مین اس فتوے کے صح الجواب مولویصاحب کا بھی لکھا ہوا
موجود ہی تو پھر یہ مسئلہ غیر مقلدون کا فقط کیسا ہو بلکہ مولوی صاحب بھی انکے شریک ہین جو انھون نے لکھا
اسکو مولویصاحب نے صحیح کیا ہم کہتے ہین کہ جب عقائد مین افترا کر کے منہ کی کھائی تو پھر مسائل کے

چھٹا افترا جمعہ کے لیے کوئی شرط نہین ہی اور اسکا جواب

افترا میں شرم نہ آئی عبث آگ بگولا ہیں کے ناخوشی کا اظہار کیوں کیجے تو ہو الیسا افترا و بہتان پر سقدر ستبداد و حہر کیوں کیجے تو ہوا

مرعی جان رنج گھٹا یہی قدم آگے اب بڑھائیے	ادھر آئیے ادھر آئیے ادھر آئیے ادھر آئیے
	وہ لکھا ہے مسلہ میں ہے کیا کہ ہوے ہیں آپ بیوں خفا
یہ غضب ہے جھوٹ یہ افترا در اسر ترا و بنا اُٹھائیے	مجموعۃ الفتاوی کی صفحہ ۸۶ میں ہرگز یہ عبارت منقولہ نہیں لکھی ہے اگر تسلیم کرلیں کہ

عبارت منقولہ صفحہ محولہ میں موجود ہے تو ہم کہتے ہیں کہ مجموعۃ الفتاوی بعد انتقال مولانا مرحوم کے جمع ہوا ہے چونکہ مولانا مرحوم نے متعدد فتووں میں مصر کی شرط لگائی ہے اور مخالفین کا جواب دیا ہے کسی غیر مقلد نے جالاکی سے عبدالعزیز و مولوی نذیر حسین کا فتوی شریک کر کے اسکے تحت میں مولانا مرحوم کی تصحیح لکھدی ہے پہلے تو غیر مقلدین ایسی جالاکیوں میں مشہور ہیں کوئی اسکا دیکھنے والا اور جانچنے والا بھی نہ تھا کہ اس رق کو نکال دیتا یا غلط نامے میں لکھدیتا دوسرے جب مولانا مرحوم کے متعدد فتوے اسکے خلاف میں ہیں اور مخالفین کا جواب بھی مولانا نے دیا ہے تو ہرگز عقل سلیم اسکو تسلیم کریگی کہ عبدالعزیز و مولوی نذیر حسین کے فتوے پر مولانا مرحوم نے دستخط کیے ہوں ایسی صورت میں انصاف کا مقتضی یہ تھا کہ اس جالاکی پر عام مسلمانوں کو اطلاع دیجاتی نہ ان فتووں سے چشم پوشی کر کے مولانا مرحوم پر تہمت لگائی جاتی چونکہ مولانا سے مرحوم پر افترا و بہتان کا بیڑا اُٹھائے ہوئے ہیں اس موقع میں بھی غنیمت سمجھا گیا ؎

شکار ناوک آن صید افگن شد دل زارم	کہ با تیر و کمان ہردم بدر از خانہ می آید	اب ہم اس مقام پر اثبات افترا کیلیے

جا بجا سے عبارت فتاوی کی نقل کرتے ہیں فتوی ۱۳۵ جلد اول میں ہے حنفیہ کے نزدیک جمعہ قری میں واجب نہیں اور شافعیہ اور حنابلہ قائل وجوب کے ہیں بسند حدیث بخاری وغیرہ کے کہ عصر نبوی میں جواثا میں کہ ایک قریہ تھا جمعہ قائم کیا گیا اور حنفیہ اُسکو مصر کہتے ہیں اور اپنا استناد ساتھ قول علی مرتضیٰ رض کے لا جمعۃ الا فی مصر کہ بسند صحیح مروی ہے کرتے ہیں اسوجہ سے کہ قول صحابی ما لا یدرک بالرأے حکم مرفوع میں ہے اور بدون اطلاع حضرت رسول کے ایسے امور کو بیان کرنا ممکن نہیں ہے عینی بنایہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں انما قال لا تجوز فی القری نفیا بقول الشافعی فانہ لا یشترط المصر بل یجوزھا فی کل موضع اقامۃ سکانہ اربعون رجلا احرارا وبہ قال احمد واحتجوا بحدیث ابن عباس انہ قال اول جمعۃ جمعت بعد جمعۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجواثا من البحرین رواہ البخاری وفی لفظ ابی داود بجواثا قریۃ من قری البحرین ولنا ما ذکرہ المصنف من الحدیث واما جواثا فقد قال الجوھری ھی اسم لحصن فی البحرین وفی المبسوط ھی مدینۃ والمدینۃ تسمی قریۃ کما قال اللہ تعالی من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا انتھی اور حافظ ابن حجر عسقلانی درایہ فی تخریج احادیث الہدایہ میں لکھتے ہیں

حدیث لا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع لم اجده مرفوعا وروی
عبد الرزاق عن علی موقوفا لا تشریق ولا جمعة الا فی مصر جامع واسناده صحیح ورواه ابن
ابی شیبة مثله وزاد ولا فطر ولا اضحی وزاد فی آخره او مدینة عظیمة واسناده ضعیف،
انتہی اور عینی شرح ہدایہ میں بعد نقل اس حدیث کے کہتے ہیں قد ذکر الامام خواہرزادہ فی المبسوط
ان ابا یوسف ذکرہ فی الاملاء مسندا مرفوعا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابو یوسف
امام الحدیث حجة فلو لم یثبت عندہ کونہ مرفوعا لما قال مسند مرفوع ولئن سلمنا
انہ موقوف فہو موقوف صحیح وہو محمول علی السماع لانہ لا یدرک بالعقل انتہی اور آیۃ فاسعوا
الی ذکر اللہ کا اطلاق باب مکنہ میں غیر مسلم ہے اجماعا ورنہ جواز جمعہ صحرا میں لازم آویگا اور اسکا کوئی قائل نہیں ہوا
پس اجماعا یہ آیت مخصص ساتھ بعض اماکن کی ہے اور تخصیص ساتھ حدیث علی مرتضیٰ کے انسب ہے ابن ہمام فتح القدیر میں
لکھتے ہیں والقاطع للشغب ان قولہ تعالی فاسعوا الی ذکر اللہ لیس علی اطلاقہ اتفاقا بین الامة
اذ لا یجوز اقامتہا فی البراری اجماعا ولا فی کل قریة عند الشافعی بل یشترط ان لا یظعن
اہلہا صیفا ولا شتاء فکان خصوص المکان مرادا فیہا اجماعا فقدر القریة الخاصة
وقدرنا المصر وہو اولی لحدیث علی وہو لو عورض بفعل غیرہ کان علی مقدما علیہ فکیف
ولم یتحقق معارضة ما ذکرنا ایاہ ولہذا لم ینقل عن الصحابة انہم لما فتحوا البلاد اشتغلوا
بنصب المنابر والجمع الا فی الامصار دون القری ولو کان لنقل ولو آحادا انتہی پس ابحث میں
حنفیہ نے تخصیص اطلاق قرآن ساتھ خبر آحاد کے نہیں کی بلکہ تبیین ایک امر مبہم کی کی اور اسی جلد کے فتوی ۲۲
میں ہے ازین عبارات واضح است کہ بلاد ہند کہ ہنوز دران احکام اسلام جاری اند در باب اقامت جمعہ و جماعت
واذان وغیرہ شعائر اسلام از کفار ممانعتی نیست دار الحرب نیستند ہر گاہ این امر مہد شد پس معلوم باید کرد کہ فرضیت
جمعہ مثل فرضیت صلوات خمسہ از نصوص ثابت مقید بوقت دون وقت نیست در بلاد ہند ہم فرضیت آن کما کان انتہی
دیکھو اسمیں مولانا مرحوم نے بلاد ہند کی شرط لگائی ہے اسی جلد کے فتوی نمبر ۲۴ میں ہے ان عبارات سے معلوم ہوا کہ
جنہوں نے اجازت دی ہے صرف احتیاطا خروجا عن الخلاف اجازت دی نہ اس لحاظ سے کہ جمعہ فرض نہیں یا یہ جائز ہے
فرض ہیں بلاد ہندوستان اور ایسے ہی بلاد بنگالہ وغیرہ میں جمعے کے فرض ہونے میں اور اسکے ادا ہو جانے میں
بمذہب صحیح کوئی شبہہ نہیں ہے مگر بوجہ وقوع خلاف کے تعریفات مصر اور تعدد جمعہ میں اگر احتیاطا یہ چار رکعت

ادا کی جاوین تو کچھ حرج نہین مگر بشرطیکہ خیال انکی فرضیت کا اور عدم فرضیت یا عدم جواز جمعہ کا نہ آنے پاوے اور
یہ خیال آوے تو انکو نہ پڑھنا چاہیے انتہی دیکھو اسمین شرط مصریت کا لحاظ رکھا گیا اور اُسی جلد فتوی ۳۶۲
مین ہی پس حاصل یہ ہی کہ جس جگہ جمعہ کے صحیح ہونے مین شک واقع ہووے جیسا کہ اکثر دیہات اور قریون مین بنگالہ
کے کہ اسمین کوئی تعریف مصر کی بخوبی نہین پائی جاتی ہی اور بلے ضرورت کے ایک ایک بستی مین دو تین جگہ خالی جند
یا دل سے جمعہ پڑھتے ہین تو وہان آخری ظہر چار رکعت پڑھنا واجب ہی انتہی دیکھو یہان سے بھی مصر کی شرط
نکلتی ہی اور اُسی فتاوی مین صفحہ ۲۹۷ مین لکھتے ہین فی الواقع آیت فرضیت جمعہ بالاجماع مخصص ہی
پس تقیید اُسکی بحدیث اولی ہی اور حنفیہ نے حدیث علیؓ کہ مروی ہی مرفوعًا و موقوفًا والموقوف اصح
اور اس باب مین حکم مرفوع کا رکھتی ہی مخصص ٹھیرائے اور بہ مجرد رائے تخصیص نہین کی اور نہ ہین
کسی طرح کی مخالفت اصول کی نہین ہی تفصیل اسکی فتح القدیر حاشیۂ ہدایہ و بنایہ شرح ہدایہ عینی وغیرہ مین موجود ہی

استفتا کیا فرماتے ہین علمای احناف رحم کرے اللہ تعالی آپ لوگونپر اور برکت دے آپ لوگون کے علم مین فیض
پونہچاتے رہین علم سے اپنے خلائق کو اس قول مین صاحب قدوری کے کہ کہا لا تصح الجمعۃ الا فی مصر جامع
او فی مصلی المصر ولا تجوز فی القری یعنی نہین صحیح ہوتی ہی ادائے نماز جمعہ مگر مصر جامع مین یا عیدگاہ
مصر جامع مین اور نہین صحیح ہوتی ہی گاؤن مین آیا یہ صحیح و موافق اصول مقررہ حضرات حنفیہ کے ہی اور ہم مقلدین
مذہب حنفیہ کو عمل کرنا اس قول پر لازم ہی یا نہین۔ **الجواب** ہان عبارت مندرجہ سوال موافق روایات بعض
اصحاب الرائے کے ہی اور کتب فقہ مین بھی مذکور ہی لیکن انھون نے واسطے تحقیق امر و حرج کے یہ شرط مقرر کی حقیقۃ
موقوفیت صحت ادائے جمعہ کی ان شرطونپر نہین ہی چنانچہ علامۂ شعرانی نے اپنی میزان مین اسکی تصریح فرمائی بعد
ذکر مسائل الاختلاف کے ان ھذہ الشروط انما جعلھا الائمۃ بتخفیفھا علی الناس ولیست
بشرط فی الصحۃ فلو صلی المسلمون فی غیر ابنیۃ ومن غیر حاکم جاز لھم ذلک کیونکہ بنظر تحقیق
فرضیت جمعہ کے مقید ان شروط قیاسیہ کے ساتھ نہین کیونکہ جو نص قرآنی و نص حدیث نبوی مثبت فرضیت
جمعہ ہی وہ ان شرطون کے ساتھ مقید نہین کما ذکرہ العلامۃ ایضا فی میزانہ بعد بیان الشرائط
التی اشترطھا بعض العلماء بالرای لان اللہ تعالی قد فرض علیھم الجمعۃ وسکت
عن اشتراط ما ذکرہ الائمۃ انتھی فبھذا انطمئن القلوب وتستریح النفوس پس اگر ادائے
جمعہ جو بدلیل قطعی بلا اشتراط قرآن و حدیث مین ثابت ہی ان قیود قیاسیۂ ظنیۂ غیر مقیدہ کے ساتھ جمع

خود ہی فی نفسہ متزلزل اور متردد فیہ ہی مقید مانا جاوے تو لازم آتی ہی تقیید شے مطلق اور زیادت علی الکتاب
بالقیاس ورود نسخ ہی اور اس سے لازم آویگا نسخ کتاب اللہ بالقیاس اور وہ باطل ہی بالاتفاق چنانچہ
لکھا ہی ہمارے علماے اصول رحمہم اللہ تعالیٰ نے ولا خلاف بین الجمھور ان القیاس لا یصلح
ناسخا وکذلک الاجماع اور جبکہ ہمارے علماے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے زیادت علی الکتاب کو خبر
واحد سے جائز نہین رکھا تو قیاس جو ادون ہی اُس سے اور وہ بھی کون قیاس جو مختلف فیہ ہی اور جسمین
کمال اضطراب ثابت ہی کب صالح اس بات کا ہوگا کہ اس سے زیادت علی الکتاب جائز ہو چنانچہ ہمارے بعض
علماے حنفیہ نے قرات فاتحہ کو اسوجہ سے رکن صلوۃ قرار نہین دیا کہ اگر یہ رکن مانا جاوے تو نص مطلق
فاقرءوا ما تیسر من القران مین زیادت بخبر واحد لازم ہوگی اور وہ باطل ہی اور اسیطرح حد زنا رکرین جلاوطن
کرنے کو حد نہین تسلیم کیا کہ نص الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ مین زیادت بخبر
واحد لازم ہوگی اور اسیطرح بہت سے امثلہ اصول کے ہین پس کوئی وجہ نہین ہی کہ نص مطلق یا ایھا الذین امنوا
اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع کو خبر واحد بھی نہین مقید بشروط
ظنیہ قیاسیہ مانا جاوے اور بر تقدیر تقیید انکے نزدیک مستلزم نسخ مطلق آیات وموجب زیادت علی الکتاب ہو
اور یہ عقلاً ونقلاً باطل اور تفریق بلا فارق ہی اور جب جمعہ مطلق فرض ہی جسکے تارک کی نسبت فلا جمع اللہ
لہ ارشاد ہوا ہی اور جسکو ہمارے علما نے اکبر شعار الاسلام سے لکھا ہی پس اسوجہ سے محققین کی نزدیک جمعہ مصر
اور قریہ خاصہ کے ساتھ مقید نہین بلکہ ہر جگہ جہان مسلمان ہون ادا کرین صحیح ہی اسکا جواب بخاری کی اس روایت سے
ثابت ہوتا ہی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مقام زاویہ مین جو ایک چھوٹا سا گاؤن تھا جمعہ پڑھا اسکی مؤید یہ حدیث ہی وکان انس
بن مالک فی قصرہ احیانا یجمع واحیانا لا یجمع وھو بالزاویۃ علی فرسخین وعن ابن عباس
قال ان اول جمعۃ جمعت بعد جمعۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد القیس
بجواثی قریۃ فی البحرین اس حدیث کی صحت پر جمہور علما متفق ہین اور علماے احناف کو بھی بغیر تسلیم کرنے
اسکے چارہ نہین اور نیز ثابت ہی کہ حضرت زرارہ اور حضرت مصعب بن عمیر نے قبل تشریف آوری آنحضرت صلعم
کے مدینہ منورہ مین جمعہ قائم کیا حالانکہ حدود فقہا اس پر صادق نہ تھے اور نیز حجۃ اللہ البالغہ مین حضرت شاہ
ولی اللہ نے جو بڑے حنفی مشہور تھے یہ حدیث نقل فرمائی الجمعۃ واجبۃ علی کل قریۃ جس سے ثابت ہوتا ہی
کہ قید مصر نہین پس اس فرض قطعی کو جس حدیث سے صاحب ہندیہ وغیرہ نے مصریت مشروط کرنے پر استدلال کیا ہی

وہ بتصریح ایمہ حدیث جیسا کہ امام نووی نے لکھا ہی ضعیف ہی اور بعض احناف نے جو اسکی تعدیل کی ہی وہ بھی غیر مفید ہی اور اسوجہ سے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہی دوسرے در صورت تعدیل بھی وہ کب صالح اس بات کی ہی کہ اطلاق نص کی دافع ہو اور حدیث موقوف سے احادیث مرفوعہ کی معارض بنی اور تاویلات عقل سے نص قطعی پر زیادتی ثابت کرے حالانکہ یہ باطل ہی علاوہ اسکے خود فقہاے حنفیہ کے کلام سے مستنبط ہوتا ہے کہ وے سب بھی ان شروط ظنیہ کا کچھ اعتبار نہین کرتے ہین چنانچہ صاحب تقلیل جدی و شرح نقایہ وغیرہما کی روایت مین تصریح ہی واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

کتبہ العبد المذنب محمد اسمٰعیل عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیاً اما بعد یہ جواب مخدوش ہی بچند وجوہ انکی تفصیل کے واسطے ایک دفتر چاہیے مختصراً یہان لکھے جاتی ہین **قولہ** ہوا فق روایات بعض اصحاب الراے کے ہی یہ صحیح نہین اسوجہ سے کہ شرط مصر بالاتفاق حنفیہ ہی ہان تعریف مصر مین اُن کا اختلاف ہی **قولہ** شعرانی نے اپنی میزان مین اسکی تصریح فرمائی ہی الخ یہ کلام شعرانی کا نہین ہی بلکہ میزان مین قال بعض العارفین ان ھذہ الشروط انما جعلھا الایمۃ الخ مذکور ہی **قولہ** مقیدان شروط قیاسیہ کے ساتھ نہین یہ لفظ قیاسیہ کا کہین میزان مین نہین ہی اور شروط ائمہ کے اکثر اُن مین خصوصاً شرط مصر قیاسیہ نہین ہین بلکہ مستند الی الآثار والاخبار ہین **قولہ** کما ذکر العلامۃ ایضاً فی میزانہ الخ میزان مین یہ عبارت تتمہ عبارت سابقہ کا جو قول بعض عارفین ہی علحدہ نہین ہی **قولہ** تو لازم آتی ہی تقیید مطلق اور زیادت علی الکتاب بالقیاس الخ ہرگز نہین اولاً تو اسوجہ سے کہ شرط مصر قیاسی نہین دوسرے اسوجہ سے کہ تقیید آیت فرضیت جمعہ باجماع صحابہ و من بعدہم بتواتر معنوی ثابت ہی حجۃ اللہ البالغہ مین ہی قد تلقت الامۃ تلقیا معنویا من غیر تلقی لفظ انہ یشترط فی الجمعۃ الجماعۃ ونوع من التمدن وکان النبی صلعم و خلفاءہ والائمۃ المجتہدون یجمعون فی البلدان ولا یواخذون اھل البدو بل لا یقام فی عہدھم فی البدو ففھموا من ذلک قرناً بعد قرن وعصراً بعد عصر انہ یشترط لھا الجماعۃ والتمدن انتہے **قولہ** تو قیاس جاوے اور کون قیاس الخ حنفیہ نے شرط مصر قیاساً نہین کی بلکہ ہر گاہ باجماع علمای صحابہ و من بعدہم سے یہ امر ثابت ہوا کہ فرضیت جمعہ باب امکنہ مین مطلق نہین ضرور کسی قید کے ساتھ مقید ہی اور حدیث علی دال ہی اس امر پر کہ اقامت جمعہ مقید بمصر ہی حنفیہ نے اِس تقیید کو ادنی لکھا **قولہ** پس کوئی وجہ نہین کہ نص مطلق الخ محض غلط ہی کیونکہ یہ آیت باب امکنہ مین بالاجماع مطلق نہین فتح القدیر مین ہی القاطع للشغب ان قولہ تعالےٰ

فاسعوا الی ذکر اللہ لیس علی اطلاقہ اتفاقاً بین الامۃ اذ لا یجوز اقامتہا فی البراری اجماعاً ولا فی
کل قریۃ عند الشافعی فکان خصوص المکان مراداً بالاجماع فقدر الشافعی القریۃ الخاصۃ و
قدرنا المصر وھو اولی لحدیث علی وھو لو عورض بفعل غیرہ کان علی مقدماً علیہ فکیف
ولم یتحقق معارضۃ ما ذکرنا ایاہ ولہذا لم ینقل عن الصحابۃ انہم لما فتحوا البلاد اشتغلوا
بنصب المنابر والجمع الا فی الامصار دون القری ولو کانت لنقل ولو آحاداً انتہے **قولہ** اور تقیید
تقیید انکے نزدیک مستلزم نسخ مطلق آیات الخ ہرگز نہین اسوجہ سے کہ اس مقام مین آیت مطلق نہین بالاجماع
پس مخصص اسکا اجماع قطعی ہے اور خبر واحد مبین مقدار تخصیص ہے اور دافع اجمال بعد التخصیص ہے **قولہ** بلکہ
ہر جگہ آہ اس کا کون محقق قائل ہے کہ ہر جگہ حتی کہ بادیہ اور صحرا مین بھی جمعہ فرض ہے **قولہ** وکان انس احیاناً
یجمع واحیاناً لا یجمع وھو بالزاویۃ علی فرسخین اولاً تو اس فعل انس پر قول علی مقدم ہوگا ثانیاً
اس اثر سے یہ کہان ثابت ہے کہ ہر جگہ جمعہ جائز ہے کیونکہ جائز ہے کہ زاویہ فنائی مصر ہو ثالثاً یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے
کہ انس رض زاویہ سے کسی جمعے کو شہر مین آکے جمعہ پڑھتے تھے اور کسی جمعے کو نہین یہ کہ وہین جمعہ پڑھتے تھے رابعاً
یہ ثابت ہونا چاہیے کہ وہ زاویہ کسی تعریف پر مصر نہ تھا خامساً احیاناً لا یجمع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکو نزدیک
بھی وہان جمعہ فرض نہ تھا ورنہ کیونکر کبھی چھوڑ دیتے تفصیل ان سب امور کی شروح صحیح بخاری مین موجود ہے **قولہ**
عن ابن عباس الخ یہ کہان سے معلوم ہوا کہ جواثی مصر نہ تھا اور اطلاق قریہ سے یہ نہین ثابت ہے کیونکہ کلام اللہ
مین جا بجا مصر پر اطلاق قریہ کا آیا ہے **قولہ** حالانکہ حدود فقہا اسپر صادق نہ تھی مدینہ پر اگرچہ سب حدود
صادق نہ تھے لیکن حد معتبر تو ضرور صادق ہے **قولہ** وہ بتصریح ائمہ حدیث الخ یہ غلط ہے سب اسانید اسکے ضعیف نہین
بلکہ بعض صحیح بھی ہین **قولہ** وہ کب صالح اسبات کی ہے کہ اطلاق نص کی رافع ہو الخ اطلاق نص یہان نہین ہے
اجماعاً **قولہ** اور حدیث موقوف سے الخ یہ حدیث اگرچہ قول علی رض ہے لیکن اصول مین ثابت ہے کہ قول صحابی
ما لا یعقل بالرای حکم مرفوع مین ہے اور واجب العمل ہے اور کوئی حدیث مرفوع اسکی معارض نہین اور مجموعۂ فتاوی
جلد دوم ۱۲
کے استفتاء ۱۶۲ کے جواب مین ہے اگرچہ از بعض احادیث صحیح بخاری وغیرہ معلوم میشود کہ در عہد آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اقامت جمعہ در بعض قری شدہ است مگر چون در مصنف عبد الرزاق از حضرت علی رض
لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع مرویست وقول صحابی در ہمچو امور در حکم مرفوع ست ازین جہت حنفیہ
در شروط جمعہ تمدن و تمصر می نویسند وتفصیلہ فی فتح القدیر وغیرہا انتہی مجموعۂ فتاوی کی جلد ثالث مین ہے

سوال برای ادای نماز جمعہ مصر شرط ست تعریف مصر چیست جواب در تحدید مصر اختلاف ست نزد بعضے فقہا مصر
عبارت ازان ست کہ ہر صاحب پیشہ دران تمام سال بسر اوقات سازد و اورا حاجت باختیار پیشۂ دیگر نہ افتد
در برجندی می آرد و فی المضمرات قال بعضهم هو ان یعیش کل محترف بحرفتہ فیہ من سنة
الی سنة من غیر ان یحتاج الی حرفةٍ اخری انتهی و ابو المکارم در شرح خود می آرد و قال البعض
هو ان یعیش فیہ کل صانع بصنعہ انتهی و نزد بعضی مصر آنست کہ ہر روز دران مولودے
پیدا شود و شخصے بمیرد و بعضی گفتہ اند کہ مصر آنست کہ شمار اہل آن شاق باشد و در برجندی می آرد
و فی کنز العباد قال بعضهم هو ان یولد فیہ کل یوم ولد و یموت فیہ انسان و قال بعضهم
هو ان لا یعرف اهلہ الا بکلفة و مشقة انتهی و نزد بعضے مصر آنست کہ دران دہ ہزار مردم باشند
کذا فی شرح ابی المکارم انتهی و نزد بعضے مصر آنست کہ دران مفتی و قاضی باشند و تنفیذ احکام
نمایند و در شرح ابی المکارم می آرد و قال قاضیخان لا یکون الموضع مصرا الا ان یکون
فیہ مفتی و قاضی ینفذ الاحکام انتهی و اختیار بلخی آنست کہ مصر آنکہ اکبر مساجد او اہل
آنرا گنجایش نسازد کذا فی الهدایہ و حضرت بحر العلوم مولانا عبد العلی نور اللہ مرقدہ در ارکان
تحریر میفرمایند کہ نزد والد بزرگوار ما یعنی مولانا نظام الدین قدس سرہ مصر عبارت از موضعی ست
کہ دران حوائج ضروریہ انسان روا باشند یعنی آنجا بیع و شرای ماکولات و ملبوسات می شدہ باشد
و ہم در آنجا اہل حرفہ کہ حاجت بآنہا اکثر می افتد باشند انتهی باوجود طوالت کے ہمنے ان عبارتون کو
اس غرض سے نقل کیا تا کہ اہل افترا توبہ توبہ پکار اٹھیں مثل مشہور ہی منہ ہی منہ مار اور توبہ توبہ پکار کے
بڑی شرم کی بات ہی کہ ایسے مواقع پر جہان مولانا مرحوم کی نسبت بیش بندیان ہوئین مولانا کا دامن
چھوڑ کے حملہ کیا جائے اور ایسے ناحق شناس مفترئین کا ساتھ دیا جائے | | از تو امید وفا داشت دل سادۂ من
یعنی غیر مقلدین کی طرف سے ۱۲

خود غلط کردم و از خویش حجابی دارم | | **ساتوان افترا** مولوی صاحب کا یہ مسئلہ ہی کہ صلوۃ جہریہ مین امام کے
پیچھے مقتدی کو قراءت پڑھنا سکتات امام مین جس سے استماع مین خلل نہو مستحسن ہے انکے حاشیہ شرح وقایہ کے
صفحہ ۱۹۰ مین ہی و علی هذا فلا یستنکر استحسانها فی الجهریة ایضاً اثناء سکتات
الامام بشرط ان لا یخل بالاستماع انتهی یہ مسئلہ بھی انکا اربعہ مذاہب کے مخالف ہی اسلیے کہ امام ابوحنیفہ
کے مذہب مین مطلقاً امام کے پیچھے قراءۃ مکروہ تحریمی ہی اور امام شافعی کے نزدیک مطلقاً واجب ہی اور

ف ساتوان افترا صلوۃ جہریہ مین امام کے پیچھے مقتدی کو قراءۃ پڑھنا سکتات امام مین جس سے استماع مین خلل نہو ایسا مسئلہ ہی جو مخالف مذاہب ائمہ اربعہ ہی مع جواب

امام مالک رح و امام احمد رح کے نزدیک جہریہ مین منع ہی اور سریہ مین فرض ہی جیسا کہ کتب فقہ مین ہی لیکن سکتات مین جہریہ قراءۃ کے وقت کسی کا مذہب نہین ہی ہم کہتے ہین یہ مولویصاحب کا مسئلہ نہین ہی بلکہ یہ مذہب امام شافعی کا ہی مولانا مرحوم نے حاشیۂ شرح وقایہ مین اس مسئلے کو مختصر طور پر ذکر کرکے یہ لکھا ہی کہ ان مذاہب کی تحقیق امام الکلام مین لکھی گئی ہی امام الکلام کو دیکھنا چاہیے ایسی صورت مین امام الکلام کا دیکھنا ضروری تھا ایسے مسئلے کو جو نہایت تفصیل سے امام الکلام مین لکھا ہی یہ کہنا کہ مذاہب اربعہ کے خلاف ہی محض افترا ہی امام الکلام مین ہی قال الاوزاعی والشافعی وابو ثور حق علی الامام ان یسکت سکتۃ بعد التکبیرۃ الاولی وسکتۃ بعد فراغہ من القراءۃ لفاتحۃ الکتاب وبعد الفراغ من القراءۃ لیقرأ من خلفہ بالفاتحۃ یعنی اوزاعی وشافعی وابو ثور کہتے ہین کہ امام پر حق یہ ہی کہ بعد تکبیر اولی کے تھوڑا سا سکوت کرے اور سورۂ فاتحہ پڑھ کے بھی سکوت کرے اور قراءت کے بعد سکوت کرے تاکہ اسکے پیچھے کے لوگ سورۂ فاتحہ پڑھ لین اس سے ظاہر ہو گیا کہ یہ مسلک امام شافعی کا ہی امام الکلام مین درایہ فی تخریج احادیث الہدایہ تصنیف حافظ ابن حجر عسقلانی سے منقول ہی کہ وہ رسالہ بخاری سے نقل کرتے ہین نقول انما یقرأ خلف الامام عند سکوتہ فقد روی سمرۃ کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم سکتتان سکتۃ حین یکبر وسکتۃ حین یفرغ من قراءتہ وقد صرح بذلک ابو سلمۃ بن عبد الرحمن وسعید بن جبیر ومیمون بن مہران قالوا یقرأ عند سکوت الامام عملاً بحدیث لا صلوۃ الا بقراءۃ فاتحۃ الکتاب وبالانصات یعنی بخاری کہتے ہین کہ ہم کہتے ہین کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ اسوقت پڑھنا چاہیے جب امام سکوت کرے سمرہ سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو جگہ سکتہ فرماتے تھے ایک تکبیر کے بعد اور ایک قراءۃ کے بعد اسکے ساتھ تصریح کی ابو سلمان بن عبد الرحمن وسعید بن جبیر ومیمون بن مہران نے یہ لوگ کہتے ہین کہ جب امام سکوت کرے تو سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہیے بحدیث لا صلوۃ الا بقراءۃ فاتحۃ الکتاب اسپر مولانا مرحوم نے یہ اعتراض کیا ہی یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ قراءۃ تو فرض ہو اور سکتات نہ فرض ہون نہ واجب آیا امام الکلام مین ہی ثم اسند الی البخاری انہ اخرج فی کتاب القراءۃ خلف الامام نا موسی بن اسمعیل نا حماد بن سلمۃ عن محمد بن عمرو علی بن سلمۃ بن عبد الرحمن قال ان للامام سکتتین فاغتنموا القراءۃ فیہما ثم اسند الیہ انہ قال نا صدقۃ بن الفضل المروزی نا عبد اللہ بن رجاء المکی عن عبد اللہ بن عثمان بن خثیم قال قلت لسعید بن جبیر اقرأ خلف الامام قال نعم وان سمعت قراءتہ انہم احدثوا

شیئا لم یکونوا یصنعونہ ان السلف کانوا اذا امّ احدھم الناس کبّر ثم انصت حتی یظن ان من خلفہ قد قرء فاتحۃ الکتاب ثم قال ھذا موقوف صحیح فقد ادرک سعید بن جبیر جماعۃ من علماء الصحابۃ ومن کبار التابعین ثم اسند الی البخاری نا موسی بن اسمعیل نا حماد بن سلمۃ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ انہ قال یا بنی اقرءوا اذا سکت الامام واسکتوا اذا جھر فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب انتھی کلامہ ملخصا وفی جامع الترمذی بعد روایۃ حدیث قتادۃ عن الحسن عن سمرۃ حدیث سمرۃ حدیث حسنٌ وھو قول غیر واحدٍ من اھل العلم یستحبون للامام ان یسکت بعد ما یفتتح الصلوٰۃ وبعد الفراغ من القراءۃ وبہ یقول احمد واسحاق واصحابنا انتھی وفی بھجۃ المحافل ثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسکت بعد التامین سکتۃ طویلۃ بحیث یقرء الماموم فاتحۃ الکتاب فھی سنۃٌ قل من الائمۃ من یستعملھا فھے من السنن المھجورۃ انتھی اس عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ بروایت بخاری محمد بن عمرو علی بن سلمہ نے یہ بات کہی کہ امام کے لیے دو سکتے ہیں ان دونوں سکتوں میں قراۃ فاتحہ کو غنیمت سمجھو سعید ابن جبیر کا قول ہے کہ طریقہ سلف یہ تھا کہ امام تکبیر کہکے اتنی دیر تک چپ ہو رہتا تھا کہ وہ اس بات کو سمجھ لیتا تھا کہ مقتدیوں نے سورۂ فاتحہ پڑھ لی عروہ نے اپنے بیٹے ہشام سے یہ کہا کہ اے میرے بیٹے سورۂ فاتحہ کو اسوقت پڑھو جب امام چپ ہو جاتا ہے بہجۃ المحافل میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد آمین کہنے کے دیر تک چپ ہو رہتے تھے یہاں تک کہ مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھ لیے اس تقریر سے یہ بات ظاہر ہے کہ مولانا مرحوم کا یہ قول مخالف مذاہب اربعہ کے نہیں ہے یہ امام شافعی کا مسلک ہی نہیں باب میں یہ کہنا کہ مولوی صاحب کا یہ قول مخالف مذاہب اربعہ ہے محض غلط ہے رسالۂ امام الکلام کیوں نہ دیکھا گیا اگر آنکھ ہوتی تو امام الکلام دیکھنا ضرور تھا

نشناختن گہر را نقص گہر نہ باشد	بارا چہ باک گر کس صاحب نظر نہ باشد

آٹھواں افترا اگر کوئی بزرگ صاحب طریقہ اپنے مریدوں کو قضای حاجات کے لیے بطور توسل یا شیخ سید عبد القادر شیئاً للہ کا وظیفہ بتاوے تو اسکو یہ حضرت منع بتاتے ہیں انکے مجموعۃ الفتاوی کے صفحہ ۳۵۳ میں ہے شخصے بمریدان خود تعلیم میکند کہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ بطور دعا وورد بخوانند برائے قضای حاجات مفید ست وبعض کسان باین طریق تعلیم میکنند کہ یا شیخ برائے حصول مدعا بدرگاہ خدا دعا کنید پس ہر کہ تعلیم کنند چہ حکم ست اسکے جواب میں آپ فرماتے ہیں از چنین وظیفہ احتراز لازم و واجب اولاً ازین جہت کہ این وظیفہ متضمن شیئاً للہ ست وبعض فقہا ازانہم بلفظ حکم کفر کردہ اند چنانکہ در درمختار مینویسد کذا قول شیئاً للہ قیل یکفر انتھے و در رد المحتار مے آرد

لعلّ وجهه انه طلب شيئاً لله والله تعالى غني عن كل شئ والكل مفتقر ومحتاج اليه وينبغي ان يترجح عدم التكفير فانه يمكن ان يقول اردت ان اطلب شيئا اكراماً لله تعالى شرح الوهبانية قلت وينبغي او يجب التباعد عن هذه العبارات وقد مر ان ما فيه خلاف يؤمر بالتوبة والاستغفار وتجديد النكاح انتهى ثانیاً ازین جہت کہ این وظیفہ متضمن ست ندای اموات را از امکنۂ بعیدہ وشرعاً ثابت نیست کہ اولیارا قدرتی حاصل ست کہ از امکنۂ بعیدہ ندا را بشنوند الخ یہ مسئلہ بھی مولوی صاحب کا سراسر لغو وباطل ہی قطع نظر اسکے کہ مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری نے اس مسئلے کا رد وسیلۂ جلیلہ میں اچھی طرح کیا ہی اور اس وظیفے کے پڑھنے کا جواز ثبوت کو پہنچایا ہی لیکن قدرے مختصر چند باتیں ضروری بیان کیجاتی ہیں آیندہ انشاء اللہ تعالی کسیوقت تمام فتوی کی رد تفصیل وار لکھا جاویگا ملاحظہ فرمائیے اولاً صاحب درمختار کے استاد علامہ خیرالدین رملی نے اپنے فتاوی خیریہ میں ان لوگونکے قول کو کہ جسکو درمختار میں قیل یکفر کرکے لکھا ہی بہت زور سے رد کیا ہی اور ثابت کیا ہی کہ اس وظیفے میں کفر تو درکنار اسکے عدم جواز کی بھی وجہ نہیں پائی جاتی پس مردود قول پر فتوی دینا مولویصاحب ہی کا کام ہی ثانیاً ردالمحتار کی عبارت میں مولویصاحب سے خیانت ہوئی ہی کہ آپنے اپنے مطلب کی بات تو اس سے نقل کرلے مگر جس سے تمام مطلب مولویصاحب کا بگڑا جاتا تھا وہ اسکے آخر سے چھوڑدی وہ یہ ہے لا كن هذا ان كان لا يدري ما يقول اما ان قصد المعنى الصحيح فالظاهر انه لا بأس به انتهى اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ علامہ شامی کے نزدیک اس وظیفے کے معنی صحیح اگر کوئی قصد کرکے پڑھے تو جائز ہی منع نہیں اور یہ ظاہر ہی کہ جو شخص صاحب طریقہ اور صاحب رشاد ہی وہ مریدوں کو صحیح معنی ہی بتاتا ہی غلط معنی کا احتمال تو عوام مسلمین پر بھی نہیں کیا جاتا ہی جیسا کہ سابقاً فتاوی خیریہ سے نقل کیا گیا تو ایسے شخص پر کیسا گمان کیا جاوے کہ وہ غلط معنی مریدین کو بتاتا ہی پس اس سے اظہر من الشمس ہے کہ یہ وظیفہ صاحب ردالمحتار کے نزدیک بھی جائز ہی ثالثاً انبیا و اولیا علیہم السلام کو ندا اور ان سے استمداد بطور توسل امکنۂ بعیدہ سے شرعاً ثابت ہی ہم کہتے ہیں مولانا مرحوم ناقل ہیں درمختار میں ہی قیل یکفر یعنی کہا گیا ہی کہ شیئاً للہ کہنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہی صاحب ردالمحتار نے تکفیر کی یہ وجہ بتائی ہی کہ اُسنے خدا کے واسطے چیز مانگی اور اللہ تعالی غنی ہی ہر چیز سے سب اُسکے محتاج ہیں پھر شامی نے شرح وہبانیہ سے عدم تکفیر کو ترجیح دیکے یہ بات کہی ہی کہ ممکن ہی کہ یہ بات کہی جاوے کہ یعنی اسکے یہ معنے لیے ہیں کہ ہم چیز کو طلب کرتے ہیں واسطے اکرام اللہ تعالی کے صاحب ردالمحتار آپہی اعتراض کرتے ہیں کہ ایسی عبارت سے بچنا واجب ہی اور یہ بات گذر چکی ہی کہ بعضونکا قول ہی کہ ایسی صورت میں توبہ و استغفار تجدید نکاح کرنا چاہیے جبکہ ردالمحتار میں یہ معنی لکھے ہیں جو اسکو موافق ومطابق وہابیہ مخالف سنت وجماعت کے قرار دینا صاحب درمختار و ردالمحتار پر حملہ کرنا ہی اور صدیدہ ان کو وہابی بتاتا ہی ہم نے مانا کہ علامہ خیرالدین رملی نے اس قول کو جائز سمجھا ہی

مگر مولانا مرحوم نے جس قول کو نقل کیا ہی اُسکی تصحیح نقل مین کچھ کلام نہین رہی یہ بات کہ رد المحتار کا قول مردود ہی یا ملی کا
یہ دوسری بات ہی یہ کہان سے معلوم ہوا کہ خیر الدین ملی کا قول مفتی بہ ہی رد کا ہونا مستلزم مفتی بہ ہونیکو نہین ہی بڑے
تعجب کی یہ بات ہی کہ جب اس قول کو استاد نے رد کیا تھا تو صاحب در مختار نے اپنی فتاوی مین اسکو کیون لکھا سارا الزام
صاحب در مختار پر عائد ہوتا ہی اگر وہ اپنے استاد کے خلاف کرکے اسکو نقل نہ کرتے تو مولانا مرحوم پر یہ الزام کیون قایم کیا جاتا
خیانت کا دعوی بھی افترا ہی عبارت رد المحتار کی اُسیقدر نقل کی گئی ہی جسقدر مستفتی کے استفتا کو کافی تھے اس مین
مفتی کا اپنا مطلب کیا تھا جو پوری عبارت نقل کرنے سے تمام مطلب بگڑ جاتا مفتی کا مطلب اسقدر ہی کہ مستفتی کا
جواب ادا ہو جاے مستفتی کا مطلب سیاق عبارت سے یہی سمجھا جاتا ہی کہ اُسنے یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا للہ کے ورد کی نسبت
سوال کیا جسکے وہ معنی نہین جانتا پیرون کا یہ دستور نہین ہی کہ جب عوام کو وہ کوئی وظیفہ بتاتے ہین تو اُسکے معنی بھی سکھاتے ہین
بلکہ عام دستور یہ ہی کہ پیر اپنے مریدین سے یہ کہتے ہین کہ اس وظیفے کو اتنی مرتبہ پڑھا کرو اسوجہ سے مولانا نے اس عبارت کی نقل کو
بے ضرورت سمجھا اس عبارت کے چھوڑنے سے کونسا مطلب مولویصاحب کا بگڑا جاتا ہی یہ مین نہین کہتا کہ پیر و مرشد مریدین کو
غلط معنی بتاتے ہین بلکہ یہ کہتا ہون کہ وہ معنی نہین بتاتے طرفہ یہ ہی کہ صاحب رد المحتار اس صورت کے جواز کو اس طور پر تسلیم کرتے
ہین کہ ظاہر یہ ہی کہ کچھ مضایقہ نہین ظاہر کا لفظ قابل غور ہی مولانا کے فتوی کا جواب شوق سے لکھو مگر پیر اکہا اتنا ضرور
مانو کہ صاحب در مختار و رد محتار کو وہابی نہ بتاؤ یہ بھی اکابر اہل سنت فقہا سے تھے یہ شرح و حاشیہ متداول ہین علما انکے
کلام سے احتجاج کرتے ہین ؎

غیر از جفا ندید دل من ز مہوشان	این ہم حکایتی ست کہ خوبان وفا کنند
حاشا تو حق شناس نہ راہ خود بگیر	خاصان حق ہمیشہ بمن اقتدا کنند

توان افترا قیام جو وقت بیان کر

ولادت باسعادت حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبین حضور کرتے ہین اُسکو مولویصاحب بدعت سیئہ
اور مکروہ جانتے ہین مجموعۃ الفتاوی کے صفحہ ۲۱۴ مین ہی قیام جو بوقت بیان ولادت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم
کیا جاتا ہی اسکی کوئی اصل معتد بہ شرعا نہین ہی اور یہ گمان کہ یہ قیام تعظیم نبوی ہی فاسد ہی انتہی اور صفحہ ۲۲۴
مین فرماتے ہین الحاصل یہ قیام افراد تعظیم نبوی سے جو ہر مسلمان پر فرض ہی نہین ہی اور نہ اُسکی کوئی اصل معتد بہ شرعا پائی جاتی
ہی بلکہ یہ بدعت ہی انتہی یہ مسئلہ بھی مولویصاحب کا باطل و سنت و جماعت کے مخالف ہی مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری
صیانۃ الایمان کے صفحہ ۱۳۶ مین فرماتے ہین تقریر سابق سے واضح ہی کہ قیام امورات ناجائزہ سے نہین بلکہ قائل مع البدعۃ
محمد شامی اسکے جواز کے قائل ہین اور یہ تہمت ناحق نہین اسلیے کہ وہابی عموما مجلس مولود و قیام کو بدعت مذموم کہتے ہین اور اگر
تہمت ہی تو کیا وہابی مجلس مولود مین قیام کیا کرتے ہین انتہی اور تحفۂ حنفیہ کے صفحہ ۲۷ مین فرماتے ہین قیام مجلس میلاد مین جو بوقت

ذکر ولادت باسعادت مما استحسنه العلماء سے ہی علمائے مذاہب اربعہ اسکے جواز کے قائل ہین انتہی اور ارشاد العنود کے صفحہ ۱۰۱ مین
فرماتے ہین قد استحسنه المحدثون الخ مولوی وکیل احمد صاحب کی عبارت سے چند امور ثابت ہوئے ایک یہ کہ قیام وقت ذکر
ولادت باسعادت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر وہابیہ ہی روسیاہ ہین جو ہی اسکو ناجائز اور بدعت مذمومہ کہتے ہین دوسرا
یہ کہ علمای مذاہب اربعہ خصوصاً محدثین رحمہم اللہ تعالی اسکے استحسان کے قائل ہین بلکہ بعض محدثین تو اس قیام کو واجب جانتے
ہین تیسرا یہ کہ یہ قیام افراد قیام تعظیمی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پس بالضرور مشروع اور مستحسن ہے پس
مولویصاحب کا ایسے قیام کو بدعت سیئہ کہنا اور اسکو قیام تعظیم کی افراد سے خارج جاننا مطابق وہابیہ و مخالف
سنت جماعت کے ہی اگر زیادہ کسی کو اس قیام کی تحقیق اور اسکے استحسان کے دلائل دیکھنا منظور ہو تو اشباع الکلام
و سیف الاسلام و حق الیقین و انوار ساطعہ و بوارق لامعہ وغیرہ کتب سنت و جماعت دیکھے انشاء اللہ تعالی تمام
شبہات وہابیہ کا استیصال ان کتب مین پائیگا ہم کہتے ہین یہ حوالہ محض غلط ہی مجموعۃ الفتاوی کے صفحہ ۲۲۲ و صفحہ
۲۲۳ مین عبارت منقولہ نہین پائی جاتی ایسے غلط انتساب سے کیا فائدہ بجز اسکے کہ بھلے آدمیون مین فضیحت اٹھانی جاوے بڑی
شرم کی بات ہی کہ ایسے صفحے کا حوالہ دیا جاوے جسمین عبارت منقولہ نہ پائی جاوے معترض کی جبلت اسی قسم کی واقع ہی کہ وہ
غلط حوالہ دیا کرتا ہی جب عبارت منقولہ کا حوالہ غلط ثابت ہوا تو اب ہم اس بات کو ثابت کرتے ہین کہ مولانا مرحوم نے قیام مجلس میلاد کو
مما استحسنه العلماء لکھا ہی چنانچہ فتاوی جلد سوم مین ہی سوال قیام وقت ذکر ولادت باسعادت چہ حکم دارد جواب
اگر کسے در انوقت بحال وجد صادق بی ریا و تصنع استادہ شود معذور است و از آداب محبت است کہ حاضرین اتباع او سازند و بغیر حال
وجد باختیار خود استادہ شدن فرض نیست و نہ واجب و نہ سنت مؤکدہ بمعنی عرفی و شرعی زیراچہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منقول نشد
و نہ در قرون ثلاثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند بود و امام غزالی در احیاء العلوم میفرمایند روی انس انہ کان صحابۃ لا یقومون
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض الاحوال لیکن علمای حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً قیام میفرمایند امام برزنجی رحمہ اللہ
در رسالہ مولد می نویسد و قد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذوو روایۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ
صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ مرامہ و مرماہ انتہی اس سے صاف ظاہر ہی کہ مولانا مرحوم قیام مجلس میلاد کو مما استحسنه العلماء
سے فرماتے ہین یہی مسلک مختار ہی مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری مولوی عبد القادر صاحب بدایونی ادام اللہ ظلہما اپنے رسائل مین
اسی کے قائل ہین سوائے مما استحسنه العلماء کہنے کے اس قیام کے لیے کوئی اصل شرع سے ثابت نہین اگر کوئی اصل پائی جاتی
تو یہ دونو نامی علما اپنے رسائل مین ذکر کرتے مجموعۃ فتاوی جلد اول مین ہی باقی قیام کرنا جو وقت ذکر ولادت کے کرتے ہین یہ بھی
نزدیک فقیہ بے اصل ہی اور کوئی اولہ شرعیہ سے ثابت نہیں اور کرنا عرف کا کسی فعل کو بعد قرون ثلاثہ یعنی تین سو برس کی حجت نہین ہی

ابن الہمام اور عینی اور ملا علی قاری وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اپنی کتابون مین لکھ گئے ہین وہ دیکھے جسکا جی چاہے اور واسطے استشہاد یعنی بطور
شاہد کے ایک کتاب کی عبارت جو میرے پاس اسوقت موجود ہی لکھے دیتا ہون قلت ھذا انما کان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم والخلفاء الراشدین الی انقضاء القرون الثلثة وھی تسعون سنة واما بعد ذلك فقد تغیرت
الاحوال وکثرت البدع خصوصًا فی زماننا ھذا علی مالا یخفی انتھی ما فی عینی یعنی عینی حنفی نے لکھا ہی کہ مین
کہونگا سلامت رہنا اہل مدینے کا بدعات سے اور اُنکے عمل کا حجت اور دلیل ہونا سوے اسکے نہین کہ تھا زمانۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
وخلفاے راشدین مین قرون ثلثہ کے گذرنے تک کہ وہ نوے برس ہی لیکن بعد قرون ثلثہ کے پس تحقیق متغیر ہوے احوال اور بہت ہوئین
وہان بدعتین خصوصًا ہمارے زمانے مین فقط تمام ہوا مطلب عبارت مذکور کا اور بھی ملا علی قاری نے مستقل ایک رسالہ بدعات
حرمین مین لکھا ہی دیکھے جسکا جی چاہے انتہی مولانا کی اس تقریر سے صرف اسقدر ثابت ہوتا ہی کہ عرب کا کسی کام کو بعد قرون ثلثہ
کے کرنا یہ حجت شرعیہ مین داخل نہین اس باب مین مولانا مرحوم امام عینی و ملا علی قاری سے ناقل ہین لا اصل لہ کے یہ معنی نہین ہین کہ
بدعت مذمومہ ہی اِن دونون فتاوی مین تضاد نہین ہی پہلے فتوے سے مما استحسنہ العلماء ہونا اسکا ثابت کیا گیا
دوسرے فتوے سے یہ بات ثابت کی گئی کہ اسکے لیے کوئی اصل شرعی نہین فتوی اول مین بھی اس امر کا ذکر کیا گیا تھا کہ اسکے لیے کوئی
حجت شرعی نہین ہی دوسرے فتوے مین امام عینی و ملا علی قاری کے کلام سے یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ فعل عرب بعد قرون ثلثہ کے حجت
شرعیہ سے نہین ہی علامہ ابن حجر مکی ہیتمی جو بہت بڑے مجوز مجلس میلاد ہین اور ابن تیمیہ کے مد مقابل ہین اور انکے بیشتر کتاب ابن تیمیہ
کی رد مین ہین قیام مجلس میلاد کو بدعت لکھتے ہین فتاوی حدیثیہ مین ہی ونظیر ذلك فعل کثیر عند ذکر مولدہ صلی اللہ
علیہ وسلم ووضع امہ له من القیام وھو ایضا بدعة لم یرد فیه شیء علی ان الناس انما یفعلونه
ذلك تعظیما له صلی اللہ علیہ وسلم فالعوام معذورون لذلك بخلاف الخواص آمین لم یرد فیه شیء
کو غور کی نظر سے دیکھنا چاہیے یہی معنی لا اصل له کے ہین مولوی وکیل احمد صاحب کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہابی عمومًا
مجلس مولود و قیام کو بدعت مذمومہ کہتے ہین اسکا یہ مطلب نہین ہی کہ جو قیام کو بدعت یا لا اصل له یا لم یرد فیه شیء کہے وہ وہابی ہی
کوئی شخص ایسا نہوگا جو باوصف ادعاے علم کے ابن حجر مکی کو وہابی کہے نعوذ باللہ منه مولانا مرحوم جواز قیام تعظیمی کے قائل ہین چنانچہ
مجموعۂ فتاوی جلد اول مین لکھتے ہین قیام واسطے تعظیم علماے دین و رئیس قوم و ساداتکے درست ہی مولانا نے اسکے جواز پر احادیث و کلام
امام غزالی و امام نووی کو نہایت شد و مد سے نقل کیا ہی پھر جب قیام تعظیمی جائز ہوا اور قیام مجلس میلاد تعظیما مما استحسنہ العلماء سے
قرار پایا تو لامحالہ قیام مجلس میلاد افراد قیام تعظیمی سے ہوگا ایسی صورت مین مولانا مرحوم کی طرف یہ افترا بندی ہیچمدان معتقد ہین صاحب
اتفاق مسئلہ تو ہیہ ہرگز مناسب نہین ہے

بلستانت ای بہ بدی گفتار نازیبائی زبید		بلمین کہنا شیرین بلبنت این تلخ گوئیہا	

کسی باغیر از مہر و وفای من شکایت ہا | معاذ اللہ تر ا این شکوہ ہی جانمی زیبد | منم از ناز بیرو از احسن ہو از فزونت

بحالم این جفا ای دلبر عنا نمی زیبد

دسوان افترا امام محمد رحمہ اللہ کے شان عالی مین یہ حضرت موطا کی حاشیہ مین لکھتے ہین ہٰہنا وہم اٰخر لصاحب ھذا الکتاب یعنی اس جگہ ایک اور وہم صاحب کتاب کا ہے افسوس امام محمد کی طرف یہ بزرگ چھوٹا منہ بڑی بات وہم کی نسبت کرین چہ نسبت خاک را با عالم پاک ہم کہتے ہین کہ کیا ان دونون کے افترا سے بیٹ نہ بہرا تھا کہ پھر تہمت کا ٹوکرا سر پر اُٹھا لیا اس افترا مین بھی تہذیب کا نام نہین منہ مین لگام نہین ہے

پھر اُسکے پھندے مین جا رہے ہین جسکے پھندے مین جا چکے تھے | وہی مصیبت اُٹھا رہے ہین کہ جو مصیبت اٹھا چکے ہین
جو اُنکی خو تھی سو اُنکی خو ہی جو گفتگو تھی سو گفتگو ہی | پھر اپنے مرنے کی آرزو ہی جو ہر طرح سے مٹا چکے ہین

ہم کہتے ہین دنیا جانتی ہی کہ مولانا مرحوم مذہب حنفی کے بہت بڑے حامی تھے ہدایہ کے تحشیہ مین مولانا مرحوم نے جو کچھ اپنا وقت صرف کیا ہی اُس سے علامہ برہان الدین مرغینانی کی روح پھڑک اُٹھی ہوگی اور مولانا کی خشوع و خضوع سے دست بدعا ہوئی ہوگی مولانا کا حاشیہ شرح وقایہ پر ایسا حاشیہ ہی جسمین تمام مسائل دلائل سے ثابت کیے گیے ہین جامع صغیر کی تحشیہ کا کیا کہنا ہی موطا امام محمد کا حاشیہ نہایت قدر کے قابل ہی اگر ایسا شخص حنفی مذہب کا حامی کہلائیگا تو پھر حامی کے لیے کیا سینگ ہوتا ہی امام محمد کے مدائح سے مولانا کی تصانیف مالا مال ہین دیکھو مقدمہ ہدایہ سعایہ عمدۃ الرعایہ نافع کبیر فوائد بہیہ تعلیقات سنیہ تعلیق الممجد وغیرہ وغیرہ پھر ایسے شخص کی نسبت یہ کہنا کہ انہون نے امام محمد سے بے ادبی کی بہتان نہین تو کیا ہی

گاہی نشد کہ جنین نصیبش فرو رود | باطفل بد مزاج در افتاد کار من | اگر ہم تسلیم کر لین تو وہم کا لفظ بے ادبی پر

محمول کرنا اور اس بے ادبی کا ایسی مداح کی طرف منسوب کرنا محض غلط ہی منتخب اللغات مین ہی وہم بالفتح رفتن دل بسوی چیزے بے قصد آن و بمعنی بردن یہ دونون معنی یہان جسپان ہین یہان وہم سے تخمین نہین ہی جسکے معنی غلط کر گئے ہین اسلیے کہ یہ بات ظاہر ہی کہ جو شخص جسکا مداح ہوتا ہی اسکی نسبت اس قسم کا خیال توجیہ الکلام بما لا یرضی بہ القائل ہی یہ بات کہی گئی ہی کہ فلان شخص نے جب مولانا نے مرحوم کو مغلوب الوہم کہا تو اسپر مولوی کیل احمد صاحب سکندر پوری نے تنقیح البیان برہم لکھی اسکی وجہ یہ ہی کہ اس شخص نے مولانا مرحوم کا نہ صرف رد لکھا تھا بلکہ نہایت رکیک الفاظ سے اُنکو یاد کیا تھا اور مولانا مرحوم کی طرف تو یہ خیال بھی نہین جا سکتا کہ وہ امام محمد کے طرف رکیک الفاظ کی نسبت کرینگے پھر مغلوب الوہم کا لفظ لائق برہمی ہی یا قابل ستایش مین یہ پوچھتا ہون کہ یہ کونسا محل تھا کہ مولوی کیل احمد صاحب سکندر پوری پر اعتراض کیا گیا اُنھین کیا خبر کہ مولانا مرحوم نے اپنے تصانیف مین کس مقام پر کیا لکھا ہی مولوی کیل احمد صاحب سکندر پوری اس زمانے مین ایسے عالم ہین جنھون نے فرقہ غیر مقلدین کے رد مین کیسی جانکاہی کی ہی انکے رسالے متداول عالم پسند ہین پھر ایسے عالم کی دل آزاری کیجیگا

دسوان افترا امام محمد ... جواب

ایک وہ دن تھا کہ انکو یہ لوگ اپنا مقتدا جانتے	در دلش کشتی غرشن بہین غم پاجانکاش گر	اے از محبت بیخبر تا کے کنی خون در جگر

تھے انکی افادات کو مانتے تھے آج انھین سے چھیڑ چھاڑ ہی بات بات پر حق بگاڑ ہی ؎ کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو گیارھوان افترا امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان مین فوائد بہیہ حاشیہ کے
صفحہ ۱۰ مین فرماتے ہین فد سلك فیہ مسلك الانصاف وتجنب عن طریق الاعتساف الا فی بعض
المواضع قد عزل النظر فیہا عن التحقیق وسلك مسلك الجدل والخلاف غیر الانیق انتھے یعنی امام
طحاوی شرح معانی الآثار مین انصاف کا رستہ چلے ہین مگر بعض جگہ تحقیق کو بالکل چھوڑ دیا ہی اور جدل وخلاف
غیر لائق اختیار کیا ہی یہ کہنا بالکل غلط ہی آج تک کسی حنفی نے انکی شان مین ایسا نہین کہا اور کیسے کہتا حالانکہ وہ ایسے شخص ہین
کہ انکے بعد ہم معشر حنفیہ مین کوئی شخص ایسا نہین ہوا او مسائل حنفیہ کو اسقدر انصاف کے ساتھ مدلل کیا ہو کہ کسی شخص کو
دم مارنے کی طاقت نہین ہی اور شرح معانی الآثار آپنے ایسی ایک کتاب لکھی ہی کہ حنفی مذہب تو درکنار باقی تین
مذہب مین بھی ایسی کتاب کسی نے نہین لکھی ہان البتہ امام طحاوی نے امام کے پیچھے قراءۃ پڑھنا اور رفع یدین کرنا اور
آمین بجہر نہ کہنا وغیرہ مسائل حنفیہ کو بہت زور سے ثابت کیا ہی اور انکے خلاف کے دلائل کو اچھی طرح توڑا ہی جو مولوی صاحب کے
مذہب کے مخالف ہی کیونکہ یہ حضرت ان مسائل مین حنفیہ علیہ کے مخالف ہین انکے خلاف کے دلائل کو کتب شافعیہ سے نقل
کرکے اسکا نام انصاف رکھتے ہین اگر یہ امام طحاوی سے بزعم مولوی صاحب کے انصافی ہوئی ہو تو ہوئی ہو مگر حنفیہ کے
نزدیک یہ عین انصاف ہی اسیطرح ان حضرت نے امام ابن ہمام رح وامام عینی رح کی شان مین بھی گستاخیان کی ہین اور
انکی طرف تعصب کے نسبت کی ہی افسوس ہم کہتے ہین ہندوستان مین تقریبًا ہزار سال سے اسلام کا جھنڈا نصب ہوا
اور یومًا فیومًا مسلمانونکی ترقی ہوتی گئی یہانتک کہ زمانۂ حال مین جو حال ہا ہی خداوند تعالی کے فضل سے چھ کروڑ
سے مسلمانونکی تعداد بڑھی ہوئی ہی یہ بھی خدا کی قدرت ہی کہ جس زمانے سے اسلام کی روشنی ہندوستان مین چمکی مذہب
حنفی نے اپنا یہان قدم ایسا مضبوط جمایا کہ باوجود حوادث کثیرہ کے یہ قدم نہ پھسلا جدھر نظر اٹھاکے دیکھیے تو حنفیون کا
بڑا گروہ باوقعت دکھائی دیتا ہی عمومًا سلاطین ہند حنفی مذہب تھے علماے اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم ہندوستان کے حنفی
مذہب کے پابند تھے اور ملت حنفیہ کے مروج چلے آئے اگر چراغ لیکر ڈھونڈھیے تو دوسرے مذاہب حقہ کے لوگ بہت کم ملینگے ہندی
کتابین جو ہندوستان مین تصنیف ہوئین وہ سب حنفی مذہب کی تائید مین فتاوی ہندیہ جو سلطان اورنگزیب کی
توجہ سے تصنیف ہوا ہندوستان مین آپ اپنا نظیر ہی بڑی فخر کی یہ بات ہی کہ یہ فتاوی حجاز یمن مصر بغداد دمشق
بیت المقدس وغیرہ مین متداول ہوا اہالیان مصر نے بلحاظ اسکی قبولیت کے زر خطیر صرف کرکے مصر مین چھاپا مگر آج تک کسی

جواب گیارھوان افترا امام طحاوی کی شان مین

عالم نے تراجم حنفیہ کے لکھنے کو قلم نہ اٹھایا واقعی یہ ٹیڑھی کھیر تھی جسکے لیے بہت بڑا مواد علمی درکار تھا اس زمانے مین جب
دین مین قسم قسم کے فتنے اٹھ کھڑے ہوئے اور مجتہدین و اکابر حنفیہ پر زبان درازیان کو جہ و بازار مین ہونے لگین یہانتک
کہ امام اعظم پر قسم قسم کے مطاعن لوگون کی زبانون پر جاری ہوئے اور سادہ نادان نا جاہل آدمی امام ہمام کے معائب کا راگ گانے
لگے گویا آپ کی شان عظمت نشان مین بے ادبی کرنا ثواب سمجھے ہیں اس بات کی نہایت ضرورت داعی ہوئی کہ تراجم حنفیہ لکھے
جائین مگر کسی عالم نے اس ضرورت کیطرف توجہ نکی یا یون کہا جائے کہ کسی مین اس قسم کا حوصلہ نہ تھا کہ تراجم حنفیہ لکھے مولانا مرحوم نے
اس ضرورت پر توجہ کی اور الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ تصنیف کیا جو بلحاظ اپنی جامعیت و فوائد کے نظیر نہین رکھتا ہے

> جو ہین تنگ کت پسند عالم کہینگے بیشک وہ منصفی ہی
> بہت ہین ستاؤ تو لیکن تسلیم کا سخن نہین ہی

یہ ایسا ترجمہ ہی جسکے دیکھنے سے لوگون کی
آنکھین کھل گئین مخالفین کی زبانین بند ہوگئین پھر مولانا نے توجہ فرماکے التعلیقات السنیہ علی الفوائد البہیہ لکھا یہ دونون تراجم ایسے مقبول
ہوئی کہ تھوڑے عرصے مین دو مرتبہ چھپے ان دونون تراجم کے دیکھنے سے مقلدین کو فقہائے حنفیہ کی عظمت کا سمان نظرون مین بندھ جاتا ہی
اسمین شبہہ نہین کہ اسکے شائع ہونیکے قبل مجتہدین و فقہائے حنفیہ کے نام سے بھی علمائے ہند نا واقف تھے اگر کسی کا نام انکے سامنے لیا گیا تو وہ
سر بگریبان ہوکر رہ گئے کیسا علم ہے کہ عالم مین کسی کتاب کا ذکر آجاتا تھا تو انکو پتا مل ہوتا تھا کہ کسکی تصنیف ہی اور کس مذہب کی کتاب ہی
البتہ بعض علما چند کتب مشہورہ کے نام انکو معلوم تھے مگر ان علما کے تراجم سے بالکل ناواقف تھے بیشتر کتب مشہورہ کی نسبت بھی
یہ ظاہر کرتے تھے کہ ہینچ نہین ہی کیسی ہین تراجم حنفیہ سے یہ سب دقتین رفع ہوگئین ایک طالب العلم بھی انسے اپنے معلومات کو بڑھا سکتا ہی
انصاف کا یہ مقتضا تھا کہ اس باب مین مولانا کی شکرگذاری کی جاتی یہان اسقدر انصاف کا خون کیا گیا ہی کہ انکی طرف قسم قسم
کی تہمتین لگائی جاتی ہین ہے

> دلبرا قدر من زار تو نشناختہ
> بیوفا یار ز اغیار تو نشناختہ

یہ بات جو ظاہر کی جاتی ہی کہ فوائد بہیہ کے صفحہ ۱ کے حاشیے مین مولانا نے یہ لکھا ہی قد سلک فیہ مسلک الانصاف الخ
محض افترا ہی فوائد بہیہ دو مرتبہ چھپی ہی مگر حاشیۂ فوائد بہیہ مین کہین یہ عبارت نہین پائی جاتی اس جھوٹھ کا کچھ ٹھکانا ہی لکھتے وقت
یہ تو دیکھ لینا تھا کہ فوائد بہیہ کے حاشیے مین یہ عبارت ہی یا نہین اس موقع اظہار کا اگر کوئی شخص مواخذہ کرے اور کان پکڑ کر
یہ کہے کہ بتاؤ حاشیۂ فوائد بہیہ مین یہ عبارت کہان ہی تو اسوقت کیا جواب پایا جائیگا اور کیونکر گلوخلاصی ہوگی امام طحاوی کی تعریف سے
حاشیۂ فوائد بہیہ لا ما لا ہی مگر اس غلط انتساب کو جو حاشیۂ فوائد بہیہ کی طرف کیا گیا ہی ہم خاطی کی خاطر سے تسلیم کرین تو ہم کہتے ہین
کہ اس تحریر سے امام طحاوی کی عالی خدمت مین کسی قسم کی بے ادبی یا نا انصافی نہین ہی مولانا نے حاشیۂ فوائد مین ابن کمال پاشا وغیرہ
کی نسبت لکھا ہی کہ لوگ طحاوی کو ایسے طبقۂ مجتہدین سے شمار کرتے ہین جو ایسے مسائل مین جن مین روایت نہین ہی اجتہاد پر قادر ہو اور
فروع و اصول مین مخالفت پر قادر نہو مولانا نے اسپر اعتراض کیا ہی کہ ایسا نہین ہی بلکہ طحاوی کا درجہ اس سے عالی تھا انھون نے اکثر مسائل

اصول و فروع مین صاحب مذہب سے مخالفت کی ہو شرح معانی الآثار وغیرہ مصنفات طحاوی کے دیکھنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہی کہ انھون نے
اکثر صاحب مذہب سے ایسے امور مین خلاف کیا ہی جنکے لیے انکے نزدیک دلیل قوی پائی گئی حق یہ ہی کہ طحاوی ایسے مجتہدین مین ہین جنکو
امام معین کی طرف منسوب کرتے ہین لیکن اس وجہ سے کہ آلات اجتہاد سے متصف ہین فروع و اصول مین امام معین کی تقلید نہین کرتے وہ آپ کو
امام معین کی طرف اسلیے منسوب کرتے ہین کہ وہ انکے طریقہ اجتہاد پر چلتے ہین اگر فرض کر لیا جاے کہ طحاوی کا درجہ اس سے گھٹا ہوا ہی
تو طحاوی اپنے مجتہدین فی المذہب سے ہین جو ایسے قواعد سے جنکو امام نے مقرر کیا ہی استخراج احکام پر قادر ہوتے ہین غرض طحاوی کا
درجہ تو اس مرتبہ سے ہرگز گھٹا نہین ہی کوئی کچھ بھی کہے مگر مین نہین [illegible] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی بستان المحدثین مین فرماتے
ہین کہ مختصر طحاوی کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ طحاوی مجتہد تھے مذہب حنفی کے نرے مقلد نہ تھے طحاوی نے مختصر مین جہان
انکو کوئی دلیل قوی ملی انھون نے مذہب حنفی کی مخالفت کی فقط مختصر یہ ہی کہ طحاوی طبقہ ابی یوسف و محمد مین ہین طحاوی کا درجہ
انسے ہرگز گھٹا ہوا نہین ہی انتہی اس سے ظاہر ہی کہ مولانا مرحوم نے حاشیہ فوائد بہیہ مین طحاوی کے درجہ کو ایسا بڑھایا ہی جو
طحاوی کی شان کے لائق تھا رہی یہ بات کہ چونکہ طحاوی مجتہد تھے اور اپنے اجتہاد کے زور پر انھون نے صاحب مذہب کے خلاف کیا اور
مجتہد مخطی و مصیب دونون ہوتا ہی یہ ضرور نہین ہی کہ ہر مسئلہ اجتہادیہ مین مجتہد کی راے صواب پر ہو جہان اکثر مجتہدین سے خطا
واقع ہوئی ہو طحاوی بھی اس سے محفوظ نہین ہین ایسا بھی ہوا ہی کہ طحاوی نے صاحب مذہب کی مخالفت کی ہو مگر صاحب مذہب کا اجتہاد
صواب پر مبنی تھا اور طحاوی سے خطا واقع ہو گئی ہو تو مولانا مرحوم نے انتصار صاحب مذہب کا لحاظ کر کے شرح معانی الآثار کو
دیکھا واقعی یہ کتاب فوائد نفیسہ و غریبہ سے بھری ہوئی ہی ہر ایک مصنف اسکے فوائد پر گویا ہی اور اسکی عبارت پر کار رہی ہی طحاوی نے
اسمین انصاف کا رستہ اختیار کیا ہی اور بے راہی کے طریقے کو چھوڑ دیا ہی مگر بعض مواضع ایسے ہین جہان طحاوی نے تحقیق کی
نظر نہین کی اور صاحب مذہب سے خصومت و خلاف کا طریقہ اختیار کیا ہی جو بہتر نہ تھا چنانچہ مین نے اپنی تصانیف فقہیہ مین انکو مفصلا لکھا ہی اس تقریر سے ظاہر ہی کہ
مولانا مرحوم کی غرض طحاوی کی تنقیص یا تجہیل نہین ہی بلکہ صاحب مذہب کا انتصار منظور ہی ایسے مواضع کو ترجیح نہین دے سکتے شروح و حواشی کتب فقہیہ کو
اٹھا کر دیکھیے انمین کہین امام کے مذہب کو ثابت کیا ہی اور صاحبین کے مذہب کا جواب دیا ہی کہین صاحبین کے مذہب کو ترجیح دیگئی ہی [illegible] لکھے گئے ہین
اور امام کا مذہب مرجوح قرار دیا گیا ہی اس سے صرف احقاق حق منظور ہوتا ہی کسی کی توہین [illegible] جو شخص علم فقہ مین [illegible]
فقہیہ کی خدمت کا اتفاق ہوا ہی وہ بیچارہ اس قول کی پوری تصدیق کر سکتا ہی اگر مسائل مختلفہ اور انکی ترجیح و تاویل کو [illegible]
بیان کرون تو یہ رسالہ نہایت ضخیم ہو جائیگا اسلیے اس مسئلہ کو ناظرین کے انصاف پر چھوڑتا ہون امام طحاوی کی نسبت جو [illegible]
کہ مولانا مرحوم نے اس بحث مین امام طحاوی کی [illegible] طحاوی نے امام کے [illegible]
[illegible] ثابت کیا ہی [illegible]

مولویصاحب کی طرف صرف بدگمانی ہی مولویصاحب نے امام طحاوی کی نسبت جو کچھ لکھا ہی وہ بانصاف صاحب مذہب ہی چنانچہ جہان
جہان مولویصاحب نے اپنی کتب فقہیہ مین طحاوی کے خلافی مسائل کو لکھا ہی انکو دیکھ لیجیے جب طحاوی نے ائمہ مذہب کے خلاف لکھکر خطا
کی ہی تو یہ بات ہرگز قابل تسلیم نہ ہوگی کہ طحاوی کا ہر اجتہاد صحیح ہی اور جن مسائل مین طحاوی سے خطا واقع ہوئی ہی انمین فی الواقع
اہل مذہب کی خطا ہی یہ اگر خیال یہ ہی کہ جو شخص علم فقہ مین مہارت رکھتا ہی وہ ہرگز اس بات کو تسلیم نہ کریگا کہ مسائل خلافیہ مین جگہہ
طحاوی صواب پر ہین اور اہل مذہب خطا پر بلکہ یہی کہیگا کہ بعض مقام پر طحاوی سے خطا ہوگئی ہی اہل مذہب سے اور پہر امام ابن ہمام و امام عینی
کی نسبت جو گستاخیون کا انتساب کیا گیا ہی وہ بھی لائق تسلیم نہین ہی اس مقام پر کتاب کی عبارت لکھنی تھی یا اسکا حوالہ دینا تھا اگر
عبارت کتاب کی لکھی جاتی مین ضرور سمجھا دیتا مولانا مرحوم کی تصانیف ان اکابر کی تعریف سے مالامال ہین جو چاہے دیکھلے فوائد بہیہ
مین ان اکابر کی تعریف اور انکا ترجمہ نہایت بسط سے لکھا گیا ہی جو چاہے دیکھلے رہے یہ بات کہ فوائد بہیہ مین تصانیف ابن ہمام کا ذکر کرکے
یہ لکھا ہوا ہی وکلها مشتملة على فوائد قلما توجد فی غیرها وقد سلك فی اکثر تصانیفه لا سیما فی فتح القدیر
مسلك الانصاف متجنبا عن التعصب المذهبی والاعتساف الا ماشاء الله اسمین کسیطرح بے ادبی نہین ہی الا ماشاء الله
کی عبارت تعظیما لکھی جایا کرتی ہی اکابر کا معمول ہی کہ الله پر حوالہ دیدیا کرتے ہین یہ طریقہ سلف کا ہی یہ عبارت محاورہ
عرب کے موافق ہی عینی کی نسبت بھی فوائد بہیہ مین اسقدر تعریف لکھی گئی ہی جسکا کچھ ٹھکانا نہین ہی اسمین لکھا ہی
وله بسط فی تخریج الاحادیث وکشف معانیها وسعة نظر فی الفنون کلها ولو لم یکن فیه رائحة
التعصب المذهبی لکان اجود واجود اگر اس سے بے ادبی خیال کی گئی ہی تو یہ بھی غلط فہمی ہی مذہب حق
کی استواری فی نفسہ عیب نہین ہی بلکہ بڑا وصف ہی بات اتنی ہی کہ مخالف ایسے شخص کے کلام کو قبول کرنے مین کچھ
پیش و پیش کرتا ہی اور یہ خیال کرتا ہی کہ اپنے مذہب کی استواری کی الیے کہا ہوگا غرض یہ ہی کہ اگر امام عینی مین ائمہ تعصب
مذہبی کا نہوتا تو انکے کلام کو مخالف اسیطرح لیے سر و آنکھو پر رکھتے جسطرح موافق رکھتے ہین اور مخالفین ان سے ایسے
دامن کشان نہ ہوتے جیسے اب ہین امام عینی نے صحیح بخاری کی شرح ایسی عمدہ لکھی ہی جسکی نظیر نہین اور وہ ہر بار نہین کیا ہے
چند روز سے مشہور ہی کہ یہ شرح مصر مین چھپ رہی ہی جب سے یہ خبر مشہور ہوئی مخالفین کے دلو نمین لرزہ پڑگیا ہی دعائین کرتے
ہین کہ خبر غلط ہو اور چھپتی ہو تو ناتمام رہی غرض یہ ہی کہ تعصب مذہبی یعنی مذہب کی استواری ایک ایسی چیز ہی جس سے مخالفین
بدخواہ بنے رہتے ہین اگر تعصب مذہبی نہو تو یہ بدخواہی اس حد تک نہین پہونچتی امام طحاوی کی نسبت بے ادبی کی وجہ بتلائی گئی
مگر ابن ہمام و عینی کی نسبت کوئی منشا ظاہر نہین کیا گیا اور مولانا مرحوم نے جو علمائے حنفیہ کے مدائح مین تین کے ورق بلکہ پوری
کتاب ضخیم لکھی ہی انکی نسبت کوئی حسن ظن ظاہر نہین کیا گیا اگر بے ادبی کسی مصلحت پر مبنی ہی تو ضرور ہی کہ تعریف بھی کسی

۶ امام طحاوی و عینی کی نسبت جو گستاخی کا الزام لگایا گیا اسکا جواب

۷ تعصب مذہبی استواری مذہب

غرض سے لکھی گئی ہوگی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اکابر حنفیہ کی تعریف جو لکھی گئی ہی اُس سے یہ مقصود ہی کہ یہ اکابر میرے مسلک کے موافق ہین اور جو شخص اکابر حنفیہ کے مسلک کے موافق ہوگا وہ پکا حنفی ہوگا اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگرچہ بظاہر مولانا مرحوم کی یہ شکایت ہی مگر در پردہ بالالتزام اُنکی مدح سرائی ہی ع

ممنون شوم نہ کہ من رنج کنہ گمان

تیر کج است آیہ رحمت نشانہ را

بارھوان افترا

علمائے محققین حنفیہ کی عالی شان مین تو مولوی صاحب طرح طرح کی گستاخیون سے پیش آوین کسی کو صاحب وہم کسی کو بے انصاف کسی کو متعصب بتحریر فرماوین مگر فرقہ محدثہ وہابیہ کے پیشوا ابن تیمیہ مجسم کو اپنا پیشوا جان کر اُسکی اور اسکے کتب مردودہ کی اسقدر تعریف لکھین کہ اُسکا عشر عشیر بھی محققین حنفیہ کی عالی شان مین نہ کہین چنانچہ فوائد بہیہ کے حاشیہ مین ابن تیمیہ کے حق مین فرماتے ہین تفقہ وتمہر وتقدم وصنف ودرس وافتی وفاق الاقران وصار عجبا فی سرعۃ الاستحضار وقوۃ الجنان والتوسع فی المعقول والمنقول والاطلاع علی مذاہب السلف والخلف ایسے الفاظ مبالغہ کی اُسکی تعریف مین نقل کرکے اُسکی کتاب منہاج السنۃ کے حق مین فرماتے ہین وقد طالعت من تصانیفہ الفتوی الحمویۃ والواسطیۃ وغیر ذلک من رسائلہ ومنہاج السنۃ وہو اجل تصانیفہ رد فیہ علی منہاج الکرامۃ للحلی الشیعی لم یصنف فی بابہ مثلہ لا قبلہ ولا بعدہ یعنی وہ ابن تیمیہ بہت بڑا فقیہ اور ماہر اور مصنف اور مفتی تھا اور تمام اپنے زمانے کے علما پر فائق ہوگیا تھا اور اسقدر اسکو حفظ تھا اور توسع بیچ منقول ومعقول کی اور خبر اوپر مذاہب متقدمین اور متاخرین کی تھی کہ وہ اعجوبہ ہوگیا تھا اور کتاب منہاج السنۃ اُسنے ایسی کتاب لکھی ہی کہ اُسکی جیسی کسی نے اس باب مین نہ اول اُسکے لکھی اور نہ بعد اسکے یہ کہنا مولوی صاحب کا سراسر لغو اور باطل ہی اسوجہ سے کہ یہ وہ کتاب ہی کہ اسمین بہت سے احادیث صحیحہ کو اُسنے موضوع بنا دیا ہی اور اپنے بہت سے عقائد فاسدہ کو موافق خوارج کی درج کیا ہی شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی اپنے رسالہ مکاتیب مین فرماتے ہین کلام ابن تیمیۃ فی منہاج السنۃ وغیرہ من الکتب موحش جدا فی بعض المواضع لا سیما فی تفریط حق اہل البیت وفی منع زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی انکار الغوث والقطب والابدال وتحقیر الصوفیۃ وامثال ذلک وہذہ المواضع منقولۃ موجودۃ عندی وقد تصدی لرد کلامہ فی زمانہ جہابذۃ علماء بالشام والعرب ومصر ثم ان ابن القیم تلمیذہ الرشید قد بالغ فی توجیہ کلامہ لکن لم یقبلہ العلماء حتی ان المخدوم معین الدین السندی اطال رسالہ فی ردہ انتہی پس ایسے شخص کی کتاب کی ایسی تعریف کرنا کہ نہ اُسکی جیسی اول تصنیف ہوئی ہی اور نہ بعد اُسکے اور مصنف کی تعریف مین اسقدر مبالغہ نقل کرنا اور اُسکے

بارھوان افترا ابن تیمیہ اور اسکی کتابون کی تعریف کرنے کا جواب

مخالفین سنت وجماعت کے اقوال اُسکے حق مین ذکر نہ کرنا اور اُسکے عقائد فاسدہ کا رد نہ بیان کرنا لغو ہی اور اسی کتاب مین رکا مثلا ابن حجر
مین کہ جس سے یہ مبالغہ نقل کیا ہے اسکے عقائد باطلہ کا رد موجود ہی اور وہ ان عقائد کے باعث قید ہوا اور قید ہی
مین مر گیا اور اسکی کتاب منہاج السنۃ کے حق مین اسی کتاب مین ابن حجر نے کہا ہی کہ بہت سے احادیث صحیحہ کو ہمین اُسنے موضوع
بنا دیا ہی ان سب باتون کو نہ ذکر کرنا اور صرف اسکی تعریف اسسے نقل کر دینا یہ صریح اسپر دال ہی کہ وہ مولویصاحب کا امام اور
پیشوا ہی یہی سبب ہی کہ مولویصاحب اسکے مخالفین سنت وجماعت کو کہ جو اسکے عقائد فاسدہ کا اظہار اپنے تصانیف مین کرتے
ہین اور اسکے اقوال کو بسبب اُسکے بدعتی ہونیکی قبول نہین کرتے ہین قاصرین نظر تحریر فرماتے ہین جیسا کہ انکے کلام مہر کے صفحہ ۱۳
مین ہی اور بنظر اُسکے اکثر قاصرین نظر ابن تیمیہ پر تشنیع بلیغ کرتے ہین اور اسکے قول کو ہر باب مین لغو سمجھتے ہین چند عبارات
اجلہ محدثین کی جو انکے جلالت شان پر دال ہین نقل کی جاتی ہین الخ حالانکہ یہ کہنا مولویصاحب کا سراسر لغو ہی اسواسطے کہ ابن تیمیہ کے
زمانے سے آجتک اہل سنت وجماعت اسکو بدعتی جان کر اسکی برائی اور مذمت اور اسکے عقائد فاسدہ کی رد کا اظہار کرتے چلے آئے
ہین واسطے حفظ دین متین کے ابن حجر مکی جوہر منتظم مین رقم فرماتے ہین قلت من ہو ابن تیمیۃ حتی ینظر الیہ الخ اور جناب
مولوی محمد عبد الحلیم رحمہ اللہ حل المعاقد مین فرماتے ہین کان تقی الدین ابن تیمیۃ الخ حاصل مضمون عبارات کا یہ ہی جو مولوی
وکیل احمد صاحب سکندرپوری نے صیانۃ الایمان مین فرمایا ہی جاننا چاہیے کہ بادی و الی مذہب فرقہ وہابیہ کا ابن تیمیہ حنبلی ہی
کہ اُسنے بنظر ضلال و اضلال کے بیشتر امور دین مین بدعتیں خود انکے لیے جہت وجسمیت ثابت کی سفر زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو حرام بتایا حضرت علی و فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہما کو مرتکب معصیت و گرفتار غضب الٰہی ٹھیرایا چنانچہ بعض معتقدات سیئہ
خاص اسکے ہاتھ کی لکھی ہوئی بذریعہ عبد الرحمن عابد جنگی کہ اسکے تابعین سے تھا دیار مصر مین پہونچے قاضی شمس الدین بن عدنان
کی نظر سے گذرے وہان کاغذات و معتقدات کو قاضی القضاۃ زین الدین مالکی کو ملاحظہ مین لائے الغرض علماء مصر نے بغور تمام
اسے ملاحظہ فرمایا بمجرد ارتفاع و ہنود فتنہ کے بادشاہ تک پہونچایا پھر ابن تیمیہ کو حکم حضار ہوا اور ظہور کے لیے ایک مجلس مین
مجمع قضاۃ اخیار و علماء ابرار ہوا پھر اکثر اشخاص اعیان ملک کے شہادت سے ثابت ہوا کہ یہ ابن تیمیہ کے ہاتھ کی تحریر ہی اور اسکے
وہی تہا ہی تقریر ہی ابن تیمیہ جوابدہی سے مجبور ہوا گویا معترف بعجز و قصور ہوا قاضی القضاۃ موصوف نے اسکے حبس کا حکم فرما
الغرض [illegible] ہجری مین قلعہ جبل مین بقید شدید محبوس ہوا اپنی [illegible] ضلالات سے محض مایوس ہوا پھر فوراً منشور سلطانی دمشق و
بلاد شام [illegible] زبان اور [illegible] کا پیچ [illegible] برخلاف
اقوال ائمہ مجتہدین [illegible] ابراہی مذہب [illegible]
کوئی دقیقہ نہ چھوڑا [illegible] عبارات چند

امور ثابت ہوئے اول یہ کہ اسکے کئی عقیدہ فاسدہ ہین منجملہ اُسکے یہ کہ اسنے اللہ جل شانہ کے لیے جہت فوق وحیثیت ثابت کی ہی
اور حضرت عثمانؓ کو مال کا لالچی بنایا ہی اور حضرت علیؓ کی عالی شان مین بکا ہی کہ آپکا ایمان بھی صحیح نہین ہوا ہی اور باقی
اہل بیت نبوی کی شان مین بھی وہ ایسی گستاخیون سے پیش آیا ہی کہ کوئی کلمہ گو مسلمان ایسا نہ کہیگا۔ دوسرا یہ کہ اس بدعتی
کے زمانے سے لیکر آجتک اہل سنت وجماعت اسکے ان عقائد فاسدہ کا رد کرتے چلے آئے ہین اور کسی ایک عالم سنت وجماعت نے اسکے
عقائد فاسدہ سے ایک عقیدے کو بھی نہین قبول کیا ہی بلکہ اسکے ان عقائد باطلہ کے سبب سے اسکے زمانے مین جو علماے سنت وجماعت
موجود تھے انھون نے اسکو قید کرایا اور اسکی اتباع کیواسطے ایسا حکم جاری فرمایا کہ جو کوئی اسکے کسی عقیدۂ فاسدہ کو حق جانیگا
اور صحیح مانیگا تو وہ قتل کیا جائیگا اور اُسکا مال لوٹ لیا جائیگا تیسرا یہ کہ مولانا مولوی عبد الحلیم صاحب کے قول سے معلوم ہوا
کہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے جہان درر کامنہ مین ابن تیمیہ کا احوال لکھا ہی وہان اُسکے عقائد فاسدہ کو ذکر کرکے اُسکا رد بالوجوہ
کیا ہی اور اُسکا بدعتی ہونا علامہ مذکور نے اچھی طرح ظاہر فرمایا ہی اسیطرح دوسرے علما نے بھی اسکے عقائد باطلہ کو اپنے کتب مین
مردود کیا ہی اور اُنکو ان عقائد کے باعث سنت وجماعت سے خارج فرمایا ہی چوتھا یہ کہ مولوی وکیل احمد صاحب کے قول سے ثابت
ہوا کہ فرقۂ محدثہ وہابیہ کے مذہب باطل کا پیشوا اور اُسکا موجد اور بانی یہی بدعتی ہی اور اسی نے یہ مذہب فاسد نکالا ہی اور اسی نے
اسکا رواج دینا ڈالا ہی پس ایسے بدعتی کو خواہ مخواہ سنت وجماعت مین داخل کرنا اور اُسکا طرفدار ہوکر علماے سنت وجماعت خصوصًا
اپنے والد ماجد کو قاصر النظر بنانا اور اُنکی عالیخدمت مین گستاخی سے پیش آنا سوا اسکے کہ وہ مولوی صاحب کا امام اور پیشوا ہو دوسرا
کچھ مقصود نہین ہم کہتے ہین کہ یہ عجیب قسم کا افترا باندھا گیا ہی نہ جسکا سر ہی نہ پاؤن دل کو آرزو رہگئی کہ ایک
بات تو سچ کہی ہوتی ؎

بسکہ نظارۂ آن روی پری وش کردم		چشم حیرت زدہ ام دیدۂ تصویر شدہ است	

شروع رسالہ تنبیہ سے اخیر تک یہی التزام ہی کہ کسی کلام مین راستی کی بو نہو سیدھی سادی سچی کوئی گفتگو نہو ؎

جو پوچھین اے نامہ بر تو کہنا یہ میرے رشید اکی گفتگو ہی		خلاف وعدون سے بھر چکا جی فریب صادق کی آرزو ہی

انصاف یہ ہی کہ مولانا مرحوم نے علماے محققین کی عالی شان مین کسی طرح کی کوئی گستاخی نہین کی بلکہ انکے تراجم لکھکر انکے ایسے
اوصاف بیان کیے جن سے وہ متصف تھے اور اس سے مقصود یہ تھا کہ لوگون کے دلونپر علماے حنفیہ کی عظمت وجلال کا سکہ بیٹھ
جاے اور ابن تیمیہ کو سند وا پنا پیشوا جانتے ہین اُسکے کتب مردودہ کی اسقدر تعریف لکھی ہے جو عشر عشیر بھی محققین حنفیہ کی
تعریف کی نسبت ہوسکے فوائد بہیہ وغیرہ تراجم مولانا مرحوم کے دیکھنے سے اس امر کا یقین ہوسکتا ہی کہ جسقدر مولانا مرحوم نے متعدد
تصانیف مین علماے حنفیہ کی تعریف لکھی اور انکے تراجم بیان کیے ہین ہندوستان مین لی یو منا کسی عالم کو اسقدر لکھنے کی توفیق
نہ ہوئی ابن تیمیہ کی تعریف جو فوائد بہیہ کے حاشیے مین لکھی ہی وہ ایسی تعریف نہین ہی جسکا کوئی شخص انکار کرسکے چہ علما

ابن تیمیہ کو فاسد العقیدہ سمجھتے ہین وہ بھی ابن تیمیہ کو جاہل نہین سمجھتے بلکہ اُن اوصاف کے قائل ہین جنکو مولانا مرحوم نے تحریر
فرمایا ہی ابن تیمیہ کے فاسد العقیدہ ہونے مین اور فقیہ ماہر و مفتی وغیرہ ہونے مین تناقض نہین ہی تناقض کے لیے اتحاد محمول شرط ہی ؎

در تناقض ہشت وحدت شرط دان	وحدت موضوع و محمول و مکان	وحدت شرط و اضافت جزو کل
قوت و فعل ست در آخر زمان	جب تناقض نہوا تو ابن تیمیہ کے فساد عقیدت کا ذکر بے محل ہی شیطان کو باوجود	

ایسی کارروائیون کے جو اُس سے ظہور مین آئین معلم الملکوت کہتے ہین پھر ابن تیمیہ ایسے عالم کی نسبت اگر اُسکے ذاتی اوصاف
بیان کیے گئے تو اس سے کسی قسم کا محذور لازم نہین آتا ابن تیمیہ کے علمی صفات سے کتب تواریخ و طبقات حفاظ و نحات وغیرہ
بھری ہوئی ہین بڑے بڑے اکابر نے اسکی تعریف کی ہی پھر اگر مولانا مرحوم نے اسکی ایسی تعریف لکھی جو اس مین پائی جاتی تھی کچھ برا
نہوا یہ ضرور نہین ہی کہ جب ابن تیمیہ کے صفات بیان کیے جاوین اُسکے ساتھ اُسکے عیوب بھی ظاہر کیے جاوین ہر مقام کے لیے
ایک موقع ہوتا ہی فوائد بہیہ مین طحاوی کے ذکر مین مولانا نے لکھا ہی کہ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ مین یہ لکھا ہی کہ طحاوی نقد حدیث
اسطرح سے نہین کرتے تھے جسطرح اہل علم کرتے ہین اسی وجہ سے شرح معانی الآثار مین طحاوی نے احادیث مختلفہ نقل کیے ہین اور
اکثر قیاس کے ذریعے سے ترجیح دی ہی جسکو وہ صحت سمجھتے ہین حالانکہ اکثر حدیث اسمین جہۃ الاسناد مجروح ہین طحاوی کو معرفت
اسناد کی ایسی نہ تھی جیسے اہل علم کو ہوتی ہی البتہ طحاوی کثیر الحدیث فقیہ عالم ہی انتہی مولانا نے ابن تیمیہ کا یہ رد کیا ہی کہ ابن
تیمیہ نے اپنی عادت کے موافق اسمین مبالغہ کو دخل دیا ہی اسکے حاشیے پر مولانا مرحوم نے ابن تیمیہ کا ترجمہ لکھا ہی اسمین یہ لکھا ہی کہ
یہ فقیہ تھا ماہر تھا کامل تھا صاحب تصنیف تھا پڑھاتا تھا فتوی دیتا تھا اپنے معاصرین پر بڑھا ہوا تھا اسکا حافظہ
اسکا دل بہت قوی تھا معقول و منقول مین اسکو دستگاہ تھی یہ کون سا موقع اُسکی ہجو ہش کا تھا البتہ اُسکی عادت کا
ذکر کر دیا گیا پورا ترجمہ ابن تیمیہ کا بہت طویل ہی حاشیے مین بے محل اسکی گنجایش تھی اسلیے چھوڑ دیا گیا اس مقام پر اسیقدر
لکھنا کافی تھا کہ اس شخص کو مبالغے کی عادت تھی اب فرمائیے کہ ابن تیمیہ کی طرفداری کیونکر کی گئی یا کسی حنفی پر کیونکر
بڑھایا گیا رہی یہ بات کہ ابن تیمیہ جاہل تھا یا عالم اپنے زمانے مین اپنے معاصرین پر فائق تھا یا نہین اسکے تراجم کو دیکھیے حال
معلوم ہو جائیگا اگر مولانا نے اسکو جھوٹا لکھا ہی تو فرمائیے اس مقام پر تاریخ عینی کی عبارت لکھتا ہون ملاحظہ فرمائیے
وکان اماما فاضلا بارعا ذا فنون کثیرۃ لاسیما علم الحدیث والتفسیر والفقہ والاصول وکان
سیفا صارما علی المبتدعین ولہ مواعید حسنۃ واوقات طیبۃ وکان علی مکانۃ عظیمۃ من الورع
وحماسۃ العیش والقناعۃ والکف عن حظ الدنیا ولہ تصانیف مشہورۃ کثیرۃ ملا علی قاری شرح شمائل
مین ابن تیمیہ و ابن قیم کے نسبت لکھتے ہین ومن طالع شرح منازل السائرین تبین لہ انہما کانا من اکابر

اہل السنۃ والجماعۃ ومن اولیاء ھذہ الامۃ مولانا مرحوم جب علمی تعریف سے مستحق ملامت ہوئی تو عینی و ملا علی قاری جو ابن تیمیہ کو سیف صارم علی المبتدعین و اولیاء امت محمدیہ کہتے ہین کیونکر معترض کی زبان سے بچ سکتے ہین ؎

وہ تیغ کریا نہ زور بازو مٹاکے سارے گلے وہ تونکو	ہوش رہیگا کوئی قاتل کو سر پر خنجر دو دم ہی

معلوم نہین کہ انپر کیا کیا صلواتین انکی پڑتی ہین اللہ تعالی اپنے فضل سے انکی زبان کی شر سے ملا علی قاری کو بچاوے آب منہاج السنۃ کی کیفیت سنیے مولانا مرحوم نے منہاج السنۃ کی تعریف فی حد ذاتہ نہین کی ہی یعنی یہ نہین لکھا ہی کہ منہاج السنۃ ایسی کتاب ہی جسکے سب مطالب ست ہین کوئی اسمین افراط و تفریط نہین ہی بلکہ یہ لکھا ہی کہ ایسی کتاب شیعون کی رد مین تصنیف نہین ہوئی اس سے یہ نہین لازم آتا کہ اسمین کسی قسم افراط و تفریط واقع نہین ہی اگر اسمین حدیث صحیح موضوع بنائی گئی ہی یا کوئی عقیدہ فاسد درج کیا گیا ہی تو یہ مناقض قول مولانا مرحوم کے نہین ہو سکتا کتابون مین مصنفین سے کچھ نہ کچھ غلطی تو ہو ہی جاتی ہی اس مقام پر ثابت کرنا تھا کہ فلان کتاب رد روافض مین منہاج السنۃ کے قبل یا بعد لکھی گئی ہی جو منہاج السنۃ سے عمدہ ہی پھر اسکی عمدگی ثابت کرنی تھی منہاج السنۃ مین فضل کلی یہ ہی کہ بمقابلہ شیخ مطہر حلی لکھی گئی جو شیعون کے مستند عالم تھے منہاج الکرامۃ کا جواب لکھنا ابن تیمیہ ایسے عالم کا کام تھا جسکا آجتک نام اس کتاب سے روشن ہی شیعون کے کانون مین جب اس کتاب کی جھنکار پڑتی ہی تو خواب سے چونک اُٹھتے ہین بیشک اس کتاب مین غلطیان واقع ہین مگر اس سے نفس کتاب کی عظمت پر جو بمقابلہ شیعہ ہی حرف نہین آتا شیعی اسکا ایسا لوہا مانتے ہین کہ جب اُن سے پوچھیے تو کانو نپر ہاتھ رکھکر یہی کہینگے کہ بھائی مینے ایسی کتاب نہ دیکھی نہ سنی پھر اگر کسی سُنی نے یہ بات کہی تو وہ مورد ملامت نہین ہو سکتا البتہ اسمین کہین کہین خطا بھی واقع ہو گئی ہی چنانچہ علامہ تقی الدین سبکی فرماتے ہین ؎

ان الروافض قوم لا خلاق لهم
من اجهل الناس في علم واكذبه
والناس في غنية عن رد افكهم
لهجنة الرفض واستقباح مذهبه
وابن المطهر لم تطهر خلائقه
داع الى الرفض غال في تعصبه
لقد تقول في الصحب الكرام ولم
يستحي من افتراء غير منتبه
ولابن تيمية رد عليه وفى
بمقصد الرد واستيفاء اضربه
لكنه خلط الحق المبين بما
يشوبه كدر في صفو مشربه
يحاول الحشو انى كان فهو له
حثيث سير بشرق او بمغربه
يرى حوادث لا مبدء لاولها
في الله سبحانه عما يظن به
لو كان حيا يرى قولي ويسمعه
رددت ما قال ردا غير مشتبه
كما رددت عليه في الطلاق وفي
ترك الزيارة ردا اقفوا ثرسبه
وبعده لا ارى للرد فائدة
هذا وجوهره مما اضن به
والرد يحسن في حالين واحدة
لقطع خصم قوي في تقلبه
وحالة لانتفاع الناس حيث به
هدى ورد جزيل في تكسبه

ولیس للناس فی علم الکلام هدی	بل بدعة وضلال فی تطلبه	ولی ید فیه لولا ضعف ساعده
جعلت نظم بسیط فی مذهبه	هذا الذی قاله السبکی مرتجلا	وللبسیط انثنی بعضا ضربه

منہاج السنۃ پر بہت بڑا اعتراض یہ ہی کہ نسبت اہل بیت علیہ السلام کی تفریط کی گئی ہی اس اعتراض کے قائم کرنے کے لیے یہ عبارت نقل کی جاتی ہی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ولیا الامر واللہ تعالی امر بطاعۃ ولی الامر وطاعۃ ولی الامر طاعۃ اللہ ومعصیتہ معصیۃ اللہ فمن سخط امرہ وحکمہ فقد سخط امر اللہ وحکمہ وعلی وفاطمۃ ردا امر اللہ وسخطا حکمہ وکرھا رضی اللہ عنہما لان اللہ یرضاہ طاعتہ وطاعۃ ولی الامر طاعتہ فمن کرہ طاعۃ ولی الامر فقد کرہ رضوان اللہ واللہ یسخط بمعصیتہ ومعصیۃ ولی الامر معصیتہ فمن اتبع معصیۃ ولی الامر فقد اتبع ما اسخط اللہ وکرہ رضوانہ واقعی اگر اس عبارت میں تحریف نہوتی تو ہم بھی اس بات میں منہاج السنۃ پر اعتراض کرتے لیکن مشکل یہ ہی کہ صرف اعتراض قائم کرنیکے لیے عبارت کے اول آخر کا جملہ نکال کے غترربود کیا گیا ہی کیفیت یہ ہی کہ شیخ حلی نے منہج الکرامۃ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر یوں اعتراض کیا ہی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی خلافت میں آزردہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے فاطمہ کو آزردہ کیا اسنے مجکو آزردہ کیا اسپر ابن تیمیہ نے لکھا ثم اذا عارض معارض بو بکر وعمر ولیا الامر الی قولہ وکرہ رضوانہ کان ہذا التشنیع اوجہ من تشنیع الرفضۃ علی ابی بکر وعمر انتہی ناقل نے اپنی خلاف منشا سمجھکر اول وآخر کی عبارت نکال ڈالی تاکہ اعتراض قائم کرنیکا موقع ملے اگر اول میں ثم اذا عارض معارض کی عبارت ہوتی اور آخر میں کان ہذا التشنیع الخ کی عبارت ہوتی تو یہ اعتراض قائم نہوتا اس مقام پر مجکو ایک لطیفہ یاد آیا

ایک دن شاہ شجاع نے حافظ شیرازی سے کہا کہ تمہاری غزلیں مطلع سے مقطع تک ایک طریقے پر نہیں ہوتی ہیں بلکہ انکا یہ حال ہی کہ تین چار شعر شراب کی تعریف میں ہوتے ہیں دو تین شعر تصوف میں ایک دو شعر معشوق کی وصف میں اس قسم کا تلون ایک غزل میں خلاف طریقہ بلغا ہی حافظ نے فی البدیہہ جواب دیا کہ بادشاہ کا ارشاد بیشک صحیح ہی مگر اسی کے ساتھ حافظ کی غزلیں اطراف واکناف عالم میں پھیلی ہوئی ہیں دوسرون کی غزلوں نے شیراز کے دروازے کے باہر بھی قدم نہ رکھا شاہ شجاع اس جواب سے برہم ہوا مگر تحمل سے چپ ہو رہا اور در پردہ حافظ کی ایذا رسانی کی فکر میں پڑا اتفاقا انھیں ایام میں حافظ نے ایک غزل کہی تھی جسکا مقطع یہ ہی

[illegible]

گر مسلمانی ازین ست کہ حافظ دارد	وای گر از پی امروز بود فردائی

شاہ شجاع کو موقع دست اندازی کا ہاتھ آیا اور یہ کہا کہ حافظ قیامت کا

منکر ہی اور یہ فکر ہوئی کہ فقہا سے فتوی لیجیے اور حافظ کو تعزیر دیجیے بادشاہوں کے ارادے تو چھپے نہیں رہتے حافظ کو بھی ادہر سے بادشاہ کی طرف سے بدگمانی تھی یہ خوف سے تھرگئے سوچا تو کوئی جواب معقول ذہن نشین ہوا مولانا زین الدین ابوبکر اُن دنون اتفاقاً شیراز مین بعزم حجاز تشریف رکھتے تھے حافظ گھبرا کے مولانا کی خدمت مین حاضر ہوے اور اسی پریشانی کا قصہ بیان کیا مولانا نے فرمایا کہ یہ کچھ بڑی بات نہین ہی اس مقطع کے قبل ایک شعر ایسا بڑھا دو جسکا یہ مضمون ہو کہ فلان شخص یون کہتا تھا تمکو تہمت سے نجات ہو جائیگی کہ نقل کفر کفر نباشد حافظ پھڑک گئے اور یہ شعر قبل مقطع کے بڑھا دیا ؎

جب یہ شعر شاہ شجاع کی نظر سے گذرا

این حدیثم چہ خوش آمد کہ سحر گہ میگفت — بر در میکدۂ با دف و نے ترسائی

شاہ شجاع نے کہا کہ اب تو کوئی موقع باقی نہ رہا حافظ کو اس بلا سے نجات ملی یہ بات بھی ظاہر کیجاتی ہی کہ منہاج السنۃ کی نسبت یہ بھی کہا جاتا ہی کہ اسمین زیارت وشد رحال سے انکار کیا گیا ہی یہ تو ہماری مدعا کے لیے نہایت مفید ہی مولانا مرحوم نے انکے جواز مین اسقدر رسائل لکھے ہین کہ اگر ابن تیمیہ کی نظر سے گذرتے تو وہ اپنے ہاتھ سے قلم رکھدیتا جس کتاب مین زیارت کے سنیت کا انکار یا شد رحال کے جواز کا انکار ہو مولانا مرحوم کی یہ شان نہین ہی کہ اسکی تعریف کرین مگر تعریف دوسری حیثیت سے کی گئی ہی یعنی رد روافض مین ایسی کوئی کتاب نہین لکھی گئی غرض مولانا مرحوم پر یہ ناحق افترا ہے ؎

ترک نگہش بے سبب آمادۂ قتل ست — آن کیست کہ گوید کہ نگہش نے گنہی را

ہماری تحریرات سابقہ سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ مولانا مرحوم کی طرف جن امور کی نسبت کی گئی ہی وہ سب محض اتہام ہین ؎

سنہ بر زاہد ای دل تہمت زور — کہ می بینیم از ینہا نے گناہش

مولانا مرحوم اکابر حنفیہ کے زمرے مین داخل ہین اگر یہ پہلے زمانے مین ہوتے تو حفاظ محدثین وائمہ فقہا انکو نہایت قدر کی نظر سے دیکھتے جس طرح انکے زمانے کے علما انکی قدر کی اس سے بڑھکر وہ لوگ قدر کرتے مولانا مرحوم کی تصانیف بیشتر علوم متداولہ مین انکی حیات مین شائع ومتداول ہوے تمام علماے معاصرین نے انکی قدر کی اس زمانے مین یہ علماے حنفی کے امام کہلاتے تھے کسی عالم نے انکی تصانیف کے طرف انگلی نہ اٹھائی ایسے فساد کے زمانے مین اس بات کو انھون نے دکھا دیا کہ حنفی ایسے محدث ہوتے ہین ؎

توچرا از من غم دیدہ تغافل داری — ور چہ رو دیدہ و دانستہ تجاہل داری

سب کے پہلے جناب مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری نے ان کو مجدد دین کہا اور اپنی تصنیف مین لکھا مولانا مرحوم کا درس بھی یادگار سلف تھا صدہا طلبا نے ان سے پڑھا اور علمی لیاقت حاصل کی افسوس ہی کہ موت نے بہت جلدی کی اور اڑتیس برس کی عمر مین داعی اجل کو لبیک کہا اگر انکی عمر وفا کرتی تو معلوم نہین کس درجہ کے فقیہ ومحدث کہلاتے ایسے دین دار عالم کو اگر کوئی ناکس و نااہل بے علم اپنے ذاتی تعصب سے کافر کہے سیر سمجھانے سے اسکی طبیعت نہین بدل سکتی ؎

ہر کہ ناکس بود در اصل و سرشت — بتقالیب ہر کس نشود

سگ کس را اگر کنی تقلیب — قلب آن غیر سگ کس نشود

بہر حال مسلمانون کو ایسے لوگون کے اقوال سے احتراز چاہیے اور انکی چکنی چکنی باتون کو نہ سننا چاہیے زمانہ سابق مین بھی ایسے حاسد بہت گذرے ہین جنھون نے علما کو بہت کچھ اذیتین پونہچائی ہین لیکن دنیا و آخرت مین مخذول ہوئے ہین اگر حد شرع جاری ہوتے تو ان لوگون پر ضرور تعزیر مفتری ہوتی انکی بدزبانیون کو خدا پر چھوڑتا ہون

دنیا مین نہین زور تو محشر مین ستمگر		اللہ کے آگے تری فریاد کرین گے

صاحب رسالہ نے ان افتراءات کے بعد لکھا ہی لیس جس شخص کے عقائد او مسائل فروعی اربعہ مذاہب خصوصًا حنفی مذہب کے مخالف ہون اور ائمہ حنفیہ کی شان مین طرح طرح کی گستاخیان کرے وہ حنفی کیسا ہوگا لہذا حنفیہ علیہ کی خدمات عالیات مین عرض ہی کہ مولویصاحب کے اقوال کو بھی ایسا ہی جانئے جیسا ہمارے علما حنفیہ متقدمین اہل ہوائے سابقین کے اقوال کو جانتے تھے اور انکے عقائد مخالفہ کو نہین مانتے تھے جیسا کہ علماے محققین سابقین نے زمخشری صاحب کشاف کے حق مین فرمایا ہی ہو حنفی الفروع معتزلی الاصول له دسائس خفیت علی اکثر الناس فلذا حرم بعض فقہائنا مطالعة تفسیرہ لما فیه من سوء تعبیرہ فی تاویله وتغییرہ انتہی اگر وہ حضرت مولوی عبد الحی کا زمانہ پاتے تو اس سے بڑھکر انکے حق مین فرماتے انتہی معقول دروغ گویم برروے تو افتراءات پر یہہ نتیجہ نکالنا تمھارا ہی کام ہی اسکے سمجھے و کرنے کا کچھ ٹھکانا ہی آپ کہانتک سمجھاؤن

دندان دو نی نیست کہ این غورہ جام ست		بے صرفہ بود میل باین طفل پریزاد

ہمنے اسکو ثابت کر دیا ہی کہ مولانا مرحوم کے عقائد و مسائل فروعی مذاہب اربعہ خصوصًا حنفی مذہب کے مخالف نہین ہین اور ائمہ حنفیہ کے شان مین اُنھون نے کسی طرح کی گستاخی نہین کی ہی بلکہ انکے تصانیف فوائد بہیہ تعلیقات سنیہ مقدمہ ہدایہ نافع کبیر سعایہ قول مجد وغیرہ ائمہ و علماے حنفیہ کی مدح و ثنا و ترجمہ سے مالامال ہین پھر مولانا مرحوم کے اقوال کو مثل اقوال اکابر حنفیہ کے تسلیم کرنا چاہیے اگر کوئی مفتری ایسے عالم کو فاسد العقیدہ یا کافر کہے تو اسپر تعزیر مفتری جاری ہونی چاہیے پھر صاحب رسالہ تنبیہ لکھتا ہی کہ یہ جو کچھ ہمنے عقائد فاسدہ و مسائل کاسدہ مولوی عبد الحی صاحب کا اظہار کرکے اسکا قدرے مختصر رد کیا ہی تو خالصًا لوجہ اللہ واسطے حفظ عقائد عوام اہل اسلام کے لکھا ہی کیونکہ بعض حضرات کہتے ہین کہ مولویصاحب کا کوئی عقیدہ اور مسئلہ مخالف سنت و جماعت کے نہین ہی چونکہ یہ کہنا ان حضرات کا عوام کی خرابی عقائد کا باعث تھا اسلیے یہ چند عقائد و مسائل مخالف سنت و جماعت انکے لکھے گئے ہین متبعین مولویصاحب کو اس سے رنج اور غصہ نہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ طریقہ سنت و جماعت کا قدیم سے چلا آتا ہی کہ جو شخص جمہور کے مخالف ہوکر شاذ طریق پر چلا تو ہمکار سنت و جماعت نے کیا ہی لیس متبعین مولویصاحب کو چاہیے کہ جمہور کی اتباع مقدم جانین اور مولویصاحب کی محبت کو ہمین خلل نہ دین اگر اسپر بھی کسی وکیل کو ناگوار گذرے اور مولویصاحب کی محبت اسکو ناچار کرے اور انکی طرف سے سنت و جماعت کے مقابلے مین قلم اٹھاوے تو اسکو چند باتون کا لحاظ ضرور چاہیے اول یہ جیسا ہمنے مولویصاحب کے عقائد و مسائل کے مخالف سنت و جماعت سابقین خصوصًا انکے والد ماجد مولانا مولوی عبد الحلیم صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے کتب سے ظاہر کر دی ہی اسکو بھی چاہیے کہ ان لوگون کے اقوال پیش کرے دوسرے یہ کہ مولوی صاحب کا اجتہاد ہم پر
حجت نہین پس اگر انکے اقوال مردودہ انکی تصنیفات سے پیش کریگا تو وہ غیر مقبول ہونگے ان باتونکا جو وکیل لحاظ کرکے
مولوی صاحب کی وکالت کریگا تو اسکی طرف التفات کیا جائیگا ورنہ وہ وکالت قابل اصغا نہ ہوگی انتہی سچ تو یہ ہی کہ جو رسالہ کذب و افترا
سے بھرا ہو اور جس مین ایک دیندار عالم کی تکفیر ہو وہ خالصًا لوجہ اللہ نہین ہوسکتا بلکہ اسکو خالصًا لوجہ الشیطان کہنا چاہیے جو شخص یہ کہتا ہی
کہ مولانا مرحوم کا کوئی عقیدہ و مسئلہ مخالف اہل سنت و جماعت کے نہین ہی وہ سچ کہتا ہی اسمین کسی طرح کا شبہہ نہین ہی مولانا مرحوم
کی تحریرات سے جمہور کو فائدہ ہوا لوگونکی نظرون مین مذہب حنفی کی حقیت ثابت ہوگئی یہ امر سب کے ذہن نشین ہوگیا کہ مذہب حنفی موافق کتاب
و سنت کے ہی ایسے عالم کو اگر کوئی شخص اپنی جہالت سے کافر کہے تو انکے احباب و متبعین کو کیونکر رنج و غصہ نہو گا کافر بھی بنائے اور اس پر یہ بھی
کوشش کرے کہ کسی کو رنج و غصہ نہو یہ تو وہی مثل ہوئی کہ سر سہلائے جائین بھیجا کھائے جائین ہرگز طریق اہل سنت کا نہین ہی کہ زور و بہتان کے ذریعہ سے
کسی دیندار عالم کی تفسیق و تکفیر کرین جب مولانا کے مرحوم کا احسان تمام حنفیہ کی گردن پر ہی تو کوئی حنفی کیونکر مولانا کی محبت چھوڑ کے انکی دشمنی کر سکتا ہی

التماس رسالہ تنبیہ الجہلہ کی بنا چونکہ افترا پر قائم کی گئی ہی میرا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اسکا جواب لکھنے مین اپنا عزیز وقت ضائع کرون
مگر چونکہ جناب مولانا مرحوم پر ایسے عقائد مین تکفیر کی گئی ہی جو عقائد سلف ہین اور ایسے مسائل مین تفسیق کی گئی ہی جو مسلک خلف سے
عوام کو اس کہنے کا بہانا ہاتھ آگیا کہ مولوی عبد الحی و سلف و خلف سب ایک ہی لاٹھی کے ہانکے ہین اس بدنامی کے رکنے کے لیے مجھے
ضرور ہوا کہ اس بات کو ظاہر کر دون کہ یہ سب افترا ہی مولانا مرحوم ناقل ہین ناقل صرف تصحیح نقل کا ذمہ دار ہی پھر اگر انھون نے کسی عقیدہ یا مسئلہ کو
نقل کیا تو اس سے نہ وہ کافر ہوسکتے نہ فاسق مثلاً مسئلہ اثر ابن عباس مین مولانا نے مسلک سلف کو بیان کیا اور امام مالک و امام اعظم و امام شافعی
کے کلام کو نقل کیا اسی کے ساتھ ابن حجر مکی و ابو شکور سالمی وغیرہ کے اقوال نقل کیے تو اس سے مولانا مرحوم کی تکفیر یا تفسیق نہین ہوسکتی جب تک
ان ائمہ مجتہدین و ائمہ دین سے آدمی دامن کش نہ ہو اسیطور پر اثر ابن عباس سے جو تکفیر مولانا مرحوم کی کی جاتی ہی یہ امر معاذ اللہ مستلزم
تکفیر حضرت ابن عباس اور ایسے حفاظ محدثین و ائمہ مجتہدین و مفسرین کی ہی جو اس اثر کی صحت کے قائل ہین مثلاً سیوطی و بغوی وغیرہ وغیرہ ایسا ہی
وظیفہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کے عدم جواز کو مولانا نے در مختار و رد المحتار سے نقل کیا ہی پھر مولانا مرحوم کی نسبت جو امر کہا جائیگا وہ
صاحب در مختار و رد محتار پر عود کریگا بحمد اللہ میری اس تحریر سے عوام کی زبان درازیان رک گئین اور وہ اچھی طرح سمجھ گئے کہ مولانا مرحوم کی
تکفیر و تفسیق مستلزم تکفیر و تفسیق ائمہ سلف و خلف ہی مین نے جواب مین معترض کے تمام شرائط کا لحاظ رکھا اگر وہ میری تحریر کے سمجھنے پر قادر ہو اور
اسکو جواب لکھنے کا حوصلہ بھی ہو تو اسکو چاہیے کہ پہلے افترا سے توبہ نصوح کرے دوسرے مولانا مرحوم کی عبارت کا مطلب سمجھے تیسرے اقوال منقولہ
مین تکفیر و تفسیق کی نسبت سے اجتناب کلی کرے اور یہ سمجھ لے کہ تکفیر و تفسیق حقیقۃً سلف و خلف کے طرف راجع ہوتے ہی
نعوذ باللہ منہما اب اس رسالے کو ختم کیا چاہتا ہون

گفتگو تا چند جامی لب ببند	حال معنی بدیہہ سود از قیل و قال

تمت

قطعۂ تاریخ طبع عالی گہر جناب مولوی قمر الدین خان متخلص بہ قمر شاہجہان پوری

واہ کیا نادر کتاب اور بے بہا نسخہ ہی یہ
چھوڑ دیگا افترا کی ہی جو اک عادت پڑی
بات تو سمجھی نہین پھیر اسقدر لاف و گزاف
ایسی بد عادت ہو جسکی اسکی ہی بد قسمتی

بحث و تقریر آجتک اسطرح کی دیکھی نہ تھی
اسکو دیکھے اور کج بحثی سے اب توبہ کرے
فائدہ کیا ہو گئی جسوقت شیخی کرکری
فکر سن جب کی قمر نے غیب سے آئی ندا

مفتری کے واسطے تعزیر یہ ہوگی مفید
سیکھ لے تہذیب بھی ہی نا مہذب مدعی
عالمون پر افترا اور طعن ہی امر قبیح
مفتری کی قول الزامی کی قلعی کھل گئی

قطعۂ تاریخ صاحب فکر رسا جناب میر غلام پنجتن صاحب متخلص بہ یکتا حیدرآبادی

انصاف کے باغ مین بہار آئی ہی
نظارے سے حق بین مزے کیون لوٹے
اعدا کے تو اب قدم نہین جم سکتے
جسوقت کہ آسمان سے تارے ٹوٹے
جو بات بگڑ گئی وہ بننے کی نہین

ماشاء اللہ کیسے ہین گل بوٹے
ہی دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہی
اسطرح سے ہاتھ پاؤن ان کے ٹوٹے
کذب و بہتان و زور سب بھول گئے
سر پیٹے خواہ اپنا سینہ کوٹے
یہ حاسد مفتری کے چھکے چھوٹے

عارف ہو کیون نہ مطالعے سے محظوظ اب بھی
سچے سچے ہین اور جھوٹے جھوٹے
شیطان کو ہمنے بھاگتے ہی دیکھا
چوراہے مین جب انکے بھانڈے پھوٹے
یکتا تاریخ طبع کی یون لکھو

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر عالی جناب محمد حفیظ عالم صاحب غازی پوری

نور بصر سے دیکھیے تحریر خوب ہی
چلا اٹھی کمان کہ یہ تیر خوب ہی
جس مفتری پہ جا کے پڑا راکھ کر دیا

دل کو لگا کے سنیے یہ تقریر خوب ہی
ہر نابلد کے طبع کو کندن بنا دیا
اس آتشین شرار کی تاثیر خوب ہی
آئی ندا یہ غیب سے تعزیر خوب ہی

جب مفتری کے دل پہ لگا پار ہو گیا
استاد ہاتھ لائیے اکسیر خوب ہی
تعزیر مفتری جو چھپی سال طبع مین

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع ذکی جناب مولوی حکیم ابو الفرح محمد ولی کسمندوی

اک بے ادب گروہ نے کی جب کہ ہمسری
علامۂ فطین نے کی اسکی رہبری
جب فکر سال طبع ہوئی ہمکو غیب سے
آئی ندا کہ ٹھیک ہی اصلاح مفتری

قطعۂ تاریخ نتیجۂ کلک شاعر خوش تقریر جناب مولوی کبیر احمد متخلص بہ کبیر سکندر پوری

نا اہل مفتری چو بہ تعزیر خود رسید
بے شبہ زین کتاب بدر آمد بد اختری
از بہر سال طبع کبیر این چنین نوشت
دندان شکن جواب بنا اہل مفتری

قطعۂ تاریخ طبع برگزیدۂ کونین جناب مولوی نور العین سکندر پوری

فاضل بے مثل و یکتائے زمان
مدار دشس ایزد بصد عز و جلال
نقطہ نقطہ زان بود تیر تفنگ

بالیقین سر دفتر اہل کمال
چون ز حد بگذشت قوم بے ادب
حرف حرفش بر سر ایشان نکال
بہر طبعش ضرب منگر گشت سال

نام پاک و جمیل احمد بود
گشت تعزیرش پئے ایشان وبال
بے ادب چون سر بریده شد ز حد

قطعۂ تاریخ طبع از فاضل امجد جناب مولوی محمد احمد خوشنویس سکندر پوری

بحمد اللہ زین آتش بیانی
پئے تاریخ طبعش گفت ہاتف

دل دشمن ز سوز غم کباب ست
میر سر اینک کتاب لاجواب ست

قطعۂ تاریخ طبع از نتائج طبع جناب مولوی محمد عبد السلام صاحب سکندر پوری

گشت چون تعزیر بہر مفتری
بہر سال طبع از دل گفت طبع

سینۂ اہل حسد سوزان شده
دفع شر فتنہ اندوزان شده

قطعۂ تاریخ طبع بحر زاخر جناب سید ضیاء الدین صاحب فاخر حیدر آبادی

کسانیکہ دیدند این نامہ را
چو فاخر پئے سال او فکر کرد

ہمہ برگزیدند بے قال و قیل
بگفتا عجب ضرب سیف جمیل

ہزاران ہزار شکر پروردگار و درود بے شمار بر رسول مختار و آل اطہار و اصحاب اخیار کہ یہ کتاب جواب با صواب پسندیدۂ ہر شیخ و شاب اظہار حق کی صورت دکھانے کے واسطے غیرت آئینۂ اسکندری موسوم بتعزیر المفتری حسب فرمایش مصنف علامۂ زمان موصوف العنوان مطبع اصح المطابع واقع محمود نگر لکھنؤ مین حلیۂ حسن صناعت طبع سے محلّی اور جلا ہی خوبی تصحیح و خوشخطی سے مجلّی ہوکر مفید انام و نفع بخش خاص و عام ہوئی۔

وجہ مہر و دستخط بر خاتمہ

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع اصح المطابع کی ہی مہر و دستخط مالک مطبع کے ثبت کیے گئے



فہرست رسالہ تعزیر المفتری